رزق کی کنجیاں

قرآن و سُنت کی روشنی میں

ڈاکٹر فضلِ الٰہی

اردو

...كتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بسلطانة
...تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد
E.mail : Sultanah22@hotmail.com
THE COOPERATIVE OFFICE FOR CALL & FOREIGNERS GUIDANCE AT SULTAN...
Tel:4240077 Fax:4251005 P.O.Box 92675 Riyadh 11663 K.S.A. E-mail: sultanah22@hotmail...

رزق کی کنجیاں

قرآن و سُنت کی روشنی میں

ڈاکٹر فضلِ الٰہی

ایسوسی ایٹ پروفیسر محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی، الریاض۔ سعودی عرب

ادارہ ترجمان الاسلام

گوجرانوالہ۔ پاکستان

اشاعت دوم ———— فروری 1998ء
تعداد ———— 3000
مطبع ———— احد پرنٹنگ پریس لاہور
کمپوزنگ ———— مکتبہ قدوسیہ اردو بازار-لاہور

ح المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بسلطانة، ١٤١٩هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
الهى، فضل الهى بن شيخ ظهور
مفاتيح الرزق - الرياض.
٩٦ ص ؛ ١٤ × ٢١ سم
ردمك : ١ - ٥٨ - ٨٢٨ - ٩٩٦٠
(النص باللغة الاردية)
١- كسب الرزق ٢- الوعظ والإرشاد
أ- العنوان
ديوي ٢١٣ ١٩/١٠٧٩

رقم الايداع ١٩/١٠٧٩
ردمك : ١ - ٥٨ - ٨٢٨ - ٩٩٦٠

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست عنوانات

پیشِ لفظ ۷

۱- استغفار و توبہ

حقیقتِ استغفار و توبہ ۱۳

استغفار و توبہ کے رزق کا سبب ہونے کے دلائل ۱۵

۲- تقویٰ

تقوے کا مفہوم ۲۴

تقوے کے حصولِ رزق کا سبب ہونے کے دلائل ۲۶

۳- اللہ تعالیٰ پر توکل

توکل علی اللہ کا مفہوم ۳۴

توکل علی اللہ کا کلیدِ رزق ہونے کی دلیل ۳۵

کیا توکل کے معنی حصول رزق کی کوششوں کو چھوڑ دینا ہے؟ ۳۷

۴- اللہ عزوجل کی عبادت کے لیے فارغ ہونا

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فارغ ہونے کا مفہوم ۴۱

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فراغت کا باعثِ رزق ہونے کی دلیلیں ۴۲

۵- حج اور عمرے میں متابعت

حج اور عمرے میں متابعت کا مفہوم ۴۶

حج اور عمرے میں متابعت کے کلیدِ رزق ہونے کی دلیلیں ۴٦

٦- صلہ رحمی

صلہ رحمی کا مفہوم ۵۰

صلہ رحمی کے کلیدِ رزق ہونے کے دلائل ۵۱

صلہ رحمی کس چیز کے ساتھ کی جائے؟ ۵٦

نافرمان اور برے لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی کی کیفیت وطریقہ ۵٦

۷- اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا مفہوم ٦۲

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے باعثِ رزق ہونے کے دلائل ٦۲

تنبیہ ٦۵

۸- شرعی علوم کے حصول کیلئے وقف ہونے والوں پر خرچ کرنا ۷۳

۹- کمزوروں کے ساتھ احسان کرنا ۷۷

۱۰- اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنا

اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کا مفہوم ۸۰

اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کے رزق کا سبب ہونے کی دلیل ۸۰

خاتمہ ۸۵

مصادر و مراجع ۸۹

پیشِ لفظ

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِيْنُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ ' وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ' مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ' وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ ' وَ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ' وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ ' صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ عَلٰى آلِهِ وَ اَصْحَابِهِ وَ اَتْبَاعِهِ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ- اَمَّا بَعْدُ :

بہت سے لوگوں کی توجہ کا مرکز رزق حاصل کرنے کا مسئلہ ہے بلکہ لوگوں کی ایک کثیر تعداد کا گمان یہ ہے کہ قرآن وسنت کی تعلیمات کی پابندی رزق میں کمی کا سبب ہے-اس سے زیادہ تعجب اور دکھ کی بات یہ ہے کہ کچھ بظاہر دین دار لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ معاشی خوش حالی اور آسودگی کے حصول کے لیے کسی حد تک اسلامی تعلیمات سے چشم پوشی کرنا ضروری ہے-

یہ نادان لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں یا باخبر ہونے کے باوجود اس بات کو فراموش کر چکے ہیں کہ کائنات کے مالک وخالق اللہ جل جلالہ کے نازل کردہ دین میں جہاں اخروی معاملات میں رشد و ہدایت کارفرما ہے' وہاں اس میں دنیوی امور میں بھی انسانوں کی راہنمائی کی گئی ہے- جس طرح اس دین کا مقصد آخرت میں انسانوں کو سرفراز وسربلند کرنا ہے' اسی طرح یہ دین اللہ تعالیٰ نے اس

لیے بھی نازل فرمایا کہ انسانیت اس دین سے وابستہ ہو کر دنیا میں بھی خوش بختی اور سعادت مندی کی زندگی بسر کرے- جناب رسول اللہ ﷺ جنہیں اللہ مالک الملک نے ساری انسانیت کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا' وہ سب سے زیادہ جو دعا اللہ تعالیٰ سے کرتے' اس میں دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی کا سوال ہوتا جیسا کہ درج ذیل حدیث میں آیا ہے :

«رَوَى الإِمَامُ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ : ﴿"رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾»[1]

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "جناب نبی کریم ﷺ کی سب سے زیادہ دعا ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ تھی-"

(اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا)

کسب معاش کے معاملے میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے بنی نوع انسان کو حیرانی میں ٹامک ٹوئیاں مارتے ہوئے نہیں چھوڑا' بلکہ کتاب و سنت میں رزق کے حصول کے اسباب کو خوب وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے' اگر انسانیت ان اسباب کو اچھی طرح سمجھ کر مضبوطی سے تھام لے اور صحیح انداز میں ان سے استفادہ کرے تو اللہ مالک الملک جو ﴿الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ ہیں[2] لوگوں کے لئے ہر جانب سے رزق کے دروازے کھول دیں- آسمان سے ان پر خیر و

۱- صحیح البخاری ۱۱/۱۹۱
۲- ﴿الرزاق ذو القوۃ المتین﴾ بہت زیادہ رزق عطا فرمانے والے اور بہت زیادہ قوت والے

برکات نازل فرمادیں اور زمین سے ان کے لیے گونا گوں اور بیش بہا نعمتیں اگلوائیں۔

اس کتابچے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کتاب و سنت کی روشنی میں رزق کے دس اسباب کے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔ شاید کہ مولائے کریم اس میں ان بھولے بھٹکے برادرانِ اسلام کے لیے راہنمائی کا سامان پیدا فرمادیں جو کسب معاش کی کوششوں میں مگن تو ہیں لیکن حصولِ رزق کے شرعی اسباب سے یا تو بے خبر ہیں یا باخبر ہونے کے باوجود انہیں فراموش کر چکے ہیں اور ان کے بارے میں غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔

اس کتابچے کا نام :(رزق کی کنجیاں :کتاب و سنت کی روشنی میں) رکھا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کتابچے کی تیاری میں جن امور کا اہتمام کیا گیا ہے' ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :

١ : اس کتابچے کی اساس اور بنیاد قرآنِ کریم اور حدیث شریف ہے۔

٢ : احادیثِ شریفہ کو ان کے اصلی مراجع و ماخذ سے براہِ راست نقل کیا گیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ دیگر کتب حدیث سے نقل کردہ روایات کے ثبوت میں علمائے امت کے اقوال پیش کئے گئے ہیں۔ صحیحین[1] کی روایات میں علمائے امت کے اقوال اس لیے درج نہیں کیے گئے کہ ان کی روایات کے ثبوت پر امت کا اجماع ہے۔[2]

٣ : آیاتِ کریمہ اور احادیثِ شریفہ سے استدلال کرتے وقت کتب تفسیر اور شروح حدیث سے استفادے کی کوشش کی گئی ہے۔

١- (صحیحین) صحیح بخاری و صحیح مسلم

٢- ملاحظہ ہو :مقدمۃ النووی شرح صحیح مسلم ص ١٤' نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر ص ٢٩

۴ : حصولِ رزق کے شرعی اسباب کے بارے میں الجھاؤ دور کرنے کی غرض سے ان اسباب کے مفاہیم و معانی علمائے امت کے اقوال کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔

۵ : کتابچے میں بیان کردہ باتوں کے حصولِ رزق کے علاوہ جو فوائد و ثمرات ہیں' ان کا ذکر قصداً نہیں کیا گیا۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ مستقبل قریب میں ان کے متعلق گفتگو کا موقع نصیب فرمادیں۔ البتہ کچھ دیگر فوائد کا ذکر ضمنی طور پر آ گیا ہے۔

۶ : کتابچے کے آخر میں مراجع و ماخذ کے متعلق تفصیلی معلومات درج کی گئی ہیں تاکہ مراجعت کرنے والوں کو ان تک رسائی میں دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

۷ : رزق کے تمام اسباب جمع اور بیان کرنے کا نہ قصد کیا گیا ہے اور نہ اس کا دعویٰ ہے۔ جن چند اسباب کے سمجھنے کی مولائے کریم نے توفیق عطا فرمائی' ان کے متعلق انہی کے فضل و کرم سے گفتگو کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

خاکہ :

اس کتابچے کی تقسیم حسبِ ذیل انداز میں کی گئی ہے :

پیش لفظ

۱ : استغفار و توبہ

۲ : تقویٰ

۳ : توکل علی اللہ

۴ : اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فارغ ہونا

۵ : یکے بعد دیگرے حج اور عمرہ ادا کرنا (حج و عمرے میں متابعت)

۶ : صلہ رحمی

۷ : اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا

۸ : شرعی علوم کے حصول کے لیے وقف ہونے والے طلبہ پر خرچ کرنا

۹ : کمزوروں کے ساتھ احسان کرنا

۱۰ : اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنا

خاتمہ : اس کتابچے میں بیان کردہ گفتگو کے نتائج اور مسلمانانِ عالم سے اپیل

شکرودعا :

ہر قسم کی حمد و ستائش اللہ مالک الملک کے لیے' کہ اس نے میرے ایسے کمزور و ناتواں اور ناکارہ بندے کو اس موضوع کے متعلق یہ کتاب تحریر کرنے کی توفیق عطا فرمائی- اپنے ساتھی اور بھائی ڈاکٹر سید محمد ساداتی الشنقیطی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی تیاری کے بارے میں عمدہ مشوروں سے نوازا-

وزارة الشؤون الاسلامیه والاوقاف والدعوة والارشاد سعودی عرب کے زیر سرپرستی کام کرنے والے المکتب التعاونی للدعوة والارشاد قسم الجالیات بالبطحاء الریاض کا شکر گزار ہوں کہ ان کے ہال میں اس موضوع پر اردو زبان میں دو درس دینے کا موقع میسر ہوا اور وہی دو درس اس کتابچے کا بفضلِ ربُ العزت نقطہ آغاز بنے-

اپنے بیٹے عزیزم حافظ حماد الٰہی اور دیگر بیٹے بیٹیوں کے لیے بھی دعاگو ہوں کہ انہوں نے اس کی پروف ریڈنگ میں میری معاونت کی-

محترم مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتابچے کے اردو ترجمے کے بارے میں اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا- قدوسی برادران عزیزان ابوبکر و عمر فاروق کے لیے دعاگو ہوں کہ انہوں نے محبت و

اخلاص سے اس کتابچے کی طباعت میں تعاون کیا۔((جَزَی اللّٰهُ تَعَالیٰ الْجَمِیْعَ خَیْرَ الْجَزَاءِ فِی الدَّارَیْنِ))

اللہ ذوالجلال والاکرام کے حضور دست بدعا ہوں کہ میری اس کوشش کو میرے لیے اور والدین محترمین کے لیے ذخیرۂ آخرت بنادیں۔اللہ الحی القیوم سے یہ بھی التجا ہے کہ وہ مجھے' میرے بھائیوں' میری اولاد' میرے سارے اعزہ و اقارب اور سب مسلمانوں کو رزق کے شرعی اسباب کو مضبوطی سے تھامنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کے لیے دنیا و آخرت میں خیر و برکت کے دروازے کھول دے۔

﴿إِنَّهُ سَمِيعٌ مُّجِيبٌ﴾۔ آمِیْنُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلیٰ نَبِیِّنَا وَ عَلیٰ آلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَ أَتْبَاعِهٖ وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ))

فضل الٰہی

***

------ ۱ ------

استغفار و توبہ

جن اسباب کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے رزق طلب کیا جاتا ہے' ان میں ایک اہم سبب اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار و توبہ کرنا ہے۔ اس موضوع کے متعلق گفتگو ان شاء اللہ تعالیٰ دو نکتوں کے تحت کی جائے گی۔

۱: حقیقتِ استغفار و توبہ

۲: استغفار و توبہ کے رزق کا سبب ہونے کے دلائل

۱: حقیقتِ استغفار و توبہ:

بہت سے لوگوں کے خیال میں استغفار و توبہ کا تعلق صرف زبان سے ہے۔ توبہ و استغفار کا دعویٰ کرنے والے کتنے ہی لوگ ہیں جو زبان سے تو کہتے ہیں:

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ))

(میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کا سوال کرتا ہوں اور اپنی سیاہ کاریوں سے تائب ہوتا ہوں)

لیکن ان الفاظ کا اثر نہ ان کے دل پر ہوتا ہے اور نہ ان کے اثرات کا اظہار ان کے اعمال میں دکھائی دیتا ہے۔

اللہ رب العزت علمائے امت کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے استغفار و توبہ کی حقیقت کو خوب وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر امام راغب اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ اس بارے میں فرماتے ہیں ''شریعت میں توبہ کا

مطلب ہے گناہ کو اس کی قباحت کی وجہ سے چھوڑنا۔
اپنی غلطی پر نادم ہونا
آئندہ نہ کرنے کا عزم کرنا
اور جن اعمال کی تلافی ان کے دوبارہ ادا کرنے سے ہو سکے ان کے لیے بقدر استطاعت کوشش کرنا۔
اور جب یہ چاروں باتیں جمع ہو جائیں تو توبہ کی شرائط پوری ہو گئیں۔" (۱)

امام نووی رحمتہ اللہ علیہ اس بارے میں فرماتے ہیں: "علماء نے فرمایا ہے: ہر گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے، اگر اس گناہ کا تعلق صرف بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہو، کسی اور آدمی سے اس کا تعلق نہ ہو تو اس گناہ سے توبہ کے لیے حسب ذیل شرائط ہیں:

۱- اس گناہ کو چھوڑ دے۔
۲- اس پر نادم ہو۔
۳- اس بات کا عزم کرے کہ آئندہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کرے گا۔

اگر تین شرائط میں سے کوئی شرط بھی مفقود ہو گئی تو اس کی توبہ درست نہیں۔

اور اگر گناہ کا تعلق کسی بندے سے ہو تو اس سے توبہ کے لیے چار شرائط ہیں۔ تین سابقہ شرائط اور چوتھی شرط یہ کہ حق دار کا حق ادا کرے۔ اگر اس کا حق مال کی صورت میں ہے تو یہ مال واپس کرے اور اگر اس پر ایسا الزام تراشا کہ جس کی سزا حد قذف ہو تو حق والے کو موقع فراہم کرے کہ وہ اس پر حد قائم کرے یا اس سے عفو و درگزر کی درخواست کرے، اور اگر اس نے اس کی غیبت کی ہو تو اس سے اس کی معافی طلب کرے۔" (۲)

۱- المفردات فی غریب القرآن، مادہ "توب" ص ۷۶
۲- ریاض الصالحین ص ۴۱، ۴۲

امام راغب اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ استغفار کے متعلق فرماتے ہیں :

''استغفار قول و فعل دونوں سے گناہوں کی معافی طلب کرنے کا نام ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا﴾

(تم اپنے رب سے گناہوں کی معافی طلب کرو، وہ گناہوں کو بہت زیادہ معاف کرنے والے ہیں)

اس ارشاد میں صرف زبان ہی سے گناہوں کی معافی طلب کرنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ زبان اور عمل دونوں کے ساتھ معافی طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

عمل کے بغیر فقط زبان سے گناہوں کی معافی طلب کرنا بہت بڑے جھوٹوں کا شیوہ ہے۔'' (۱)

۲ : استغفار و توبہ کے رزق کا سبب ہونے کے دلائل :

متعدد آیاتِ کریمہ اور احادیث شریفہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ استغفار و توبہ رزق کے حصول کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ذیل میں چند دلائل مناسب شرح و تفصیل کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں :

۱ : حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا :

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾ (۲)

''پس میں نے کہا : اپنے پروردگار سے گناہوں کی معافی طلب کرو۔بے

۱- المفردات فی غریب القرآن، مادہ ''توب'' ص ۳۶۲

۲- سورۃ نوح / ۱۰-۱۲

شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ آسمان سے تم پر موسلا دھار مینہ برسائے گا اور تمہارے مالوں اور اولاد میں اضافہ کرے گا اور تمہارے لیے باغ اور نہریں بنائے گا۔''

ان آیاتِ کریمہ میں استغفار کے جن فوائد کا ذکر کیا گیا ہے' وہ درج ذیل ہیں :

۱ : اللہ تعالیٰ کی طرف سے گناہوں کی معافی' اور اس کی دلیل یہ ہے :

﴿اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا﴾ (بے شک وہ گناہوں کو بہت زیادہ معاف فرمانے والے ہیں)

۲ : اللہ تعالیٰ کا موسلا دھار بارش کا نازل فرمانا' اس کی دلیل یہ ہے :

﴿يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا﴾ (وہ تم پر موسلا دھار بارش نازل فرمائیں گے)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ((مدرارا)) سے مراد موسلا دھار بارش ہے۔[1]

۳ : اللہ تعالیٰ کا مال و دولت اور اولاد میں اضافہ فرمانا' اس کی دلیل یہ ہے :

﴿وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ﴾ (وہ (اللہ تعالیٰ) تمہارے مالوں اور بیٹوں میں اضافہ فرمائیں گے)

حضرت عطاء اس آیت کے اس حصے کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''تمہارے مالوں اور اولاد میں اضافہ فرمائیں گے۔''[2]

۴ : اللہ تعالیٰ کی طرف سے باغات کا بنایا جانا' اس کی دلیل یہ ہے :

﴿وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ﴾ (اور وہ تمہارے لیے باغات بنائیں گے)

۵ : اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہروں کا جاری کیا جانا' اس کی دلیل یہ ہے :

﴿وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾ (اور وہ تمہارے لیے نہریں جاری فرمائیں گے)

۱- صحیح البخاری ۸/۶۶۶

۲- تفسیر البغوی ۴/۳۹۸' نیز ملاحظہ ہو: تفسیر الخازن ۷/۱۵۴

امام قرطبی فرماتے ہیں : ''اس آیت میں اور سورۃ ہود کی آیت[۱] میں اس بات کی دلیل ہے کہ گناہوں کی معافی کا سوال کرنے کے ذریعے سے رزق اور بارش طلب کی جاتی ہے۔''[۲]

حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں : ''اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو' ان سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور ان کی اطاعت کرو تو وہ تم پر رزق کی فراوانی فرمادیں گے' آسمان سے بارانِ رحمت نازل فرمائیں گے' زمین سے خیر و برکت اگلوائیں گے' زمین سے کھیتی کو اگائیں گے' جانوروں کا دودھ مہیا فرمائیں گے' تمہیں اموال اور اولاد عطا فرمائیں گے' قسم قسم کے میوہ جات والے باغات عطا فرمائیں گے اور ان باغوں کے درمیان نہریں جاری کریں گے۔''[۳]

جناب امیرالمؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرنے کے لیے انہی آیاتِ کریمہ میں بیان کردہ بات پر عمل کیا۔ حضرت مطرف امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارش طلب کرنے کے لیے لوگوں کے ساتھ باہر نکلے۔ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگنے کے سوا انہوں نے کچھ بات نہ کی اور واپس پلٹ آئے۔ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا : ''ہم نے آپ کو بارش طلب کرتے ہوئے نہیں سنا۔''

فرمانے لگے : ''میں نے اللہ تعالیٰ سے آسمان کے ان ستاروں کے ساتھ بارش طلب کی ہے جن کے ذریعے بارش حاصل کی جاتی ہے۔''[۴] پھر قرآنِ کریم

۱- اس آیتِ کریمہ کی طرف اشارہ ہے ﴿وَ يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَ لَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ﴾

۲-تفسیر القرطبی ۱۸/ ۳۰۲' نیز ملاحظہ ہو : الاکلیل فی استنباط التنزیل ص ۲۷۴' وفتح القدیر ۵/ ۴۱۷

۳-تفسیر ابن کثیر ۴/ ۴۴۹

۴- مراد یہ ہے کہ استغفار سے بارش حاصل ہوتی ہے اور میں نے استغفار کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے بارش حاصل کرنے کے لیے فریاد کی ہے۔

کی یہ آیاتِ کریمہ پڑھیں :

﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا﴾(۱)

''اپنے پروردگار سے گناہوں کی معافی طلب کرو' بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے- آسمان سے تم پر موسلادھار مینہ برسائے گا-''

امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس چار اشخاص آئے- ہر ایک نے اپنی اپنی مشکل بیان کی' ایک نے قحط سالی کی' دوسرے نے تنگ دستی کی' تیسرے نے اولاد نہ ہونے کی اور چوتھے نے اپنے باغ کی خشک سالی کی شکایت کی- انہوں نے چاروں اشخاص کو اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی طلب کرنے کی تلقین کی- امام قرطبیؒ نے حضرت ابن صبیح سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت حسن بصریؒ کے روبرو قحط سالی کی شکایت کی' تو انہوں نے اس سے فرمایا : اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو-''

دوسرے شخص نے غربت وافلاس کی شکایت کی' تو اس سے فرمایا : ''اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو-''

تیسرے شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی : ''اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بیٹا عطا فرمادیں-'' آپ نے اس کو جواب میں تلقین کی : ''اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کی درخواست کرو-''

چوتھے شخص نے ان کے سامنے اپنے باغ کی خشک سالی کا شکوہ کیا تو اس سے فرمایا : ''اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کی التجا کرو-''

(ابن صبیح کہتے ہیں) ہم نے ان سے کہا اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ربیع بن صبیح نے ان سے کہا : ''آپ کے پاس چار اشخاص الگ الگ شکایات لے کر

۱- سورۃ نوح/۱۰-۱۱

آئے اور آپ نے ان سب کو ایک ہی بات کا حکم دیا کہ "اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کا سوال کرو۔" (۱)

امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا: میں نے انہیں اپنی طرف سے تو کوئی بات نہیں بتلائی (میں نے تو انہیں اس بات کا حکم دیا ہے جو بات ربِ رحیم و کریم نے سورہ نوح میں بیان فرمائی ہے) سورہ نوح میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾ (۲)

"اپنے رب سے گناہوں کی معافی طلب کرو، بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ آسمان سے تم پر موسلا دھار مینہ برسائے گا اور تمہارے مالوں اور اولاد میں اضافہ کرے گا اور تمہارے لیے باغ اور نہریں بنائے گا۔"

اللہ اکبر! استغفار کے فوائد و ثمرات کتنے عالی شان اور زیادہ ہیں۔ اے مولائے کریم! ہمیں استغفار کرنے والوں میں شامل فرمائیے اور استغفار کی دنیوی واخروی خیر و برکات سے فیض یاب فرمائیے۔ آپ یقیناً فریادوں کے سننے والے اور قبول فرمانے والے ہیں۔ آمین یارب العالمین۔

ب: استغفار و توبہ کے رزق کا سبب ہونے کی دوسری دلیل وہ آیت کریمہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت دینے کا ذکر فرمایا ہے اور وہ آیت کریمہ درج ذیل ہے:

﴿وَ يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَ لَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ﴾ (۳)

۱- تفسیر الخازن ۷/۱۵۴، نیز ملاحظہ ہو: روح المعانی ۲۹/۷۳

۲- تفسیر القرطبی ۱۸/۳۰۲، ۳۰۳، نیز ملاحظہ ہو تفسیر الکشاف ۴/۱۹۲، المحرر الوجیز ۱۶/۱۲۳

۳- سورۃ ھود/۵۲

''اور اے میری قوم! اپنے رب سے (گزشتہ) گناہوں کی معافی طلب کرو' پھر (آئندہ گناہ کرنے سے) توبہ کرو- وہ تم پر آسمان سے خوب زور کا مینہ برسائے گا' اور تمہاری قوت میں مزید اضافہ کرے گا اور گنہگار ہو کر پھر نہ جاؤ-''

حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں ''پھر انہوں (حضرت ہود علیہ السلام) نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ سے سابقہ گناہوں کی معافی طلب کرنے کا حکم دیا کہ اس سے سابقہ خطائیں مٹ جاتی ہیں نیز اس بات کی تلقین کی کہ آئندہ گناہوں سے باز رہیں اور جس کسی میں (استغفار و توبہ کی) خوبی پیدا ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کیلئے رزق کا حصول سہل کر دیتے ہیں' اس کے معاملات میں آسانی پیدا فرما دیتے ہیں اور اس کی حفاظت فرماتے ہیں- اسی لیے فرمایا:

﴿يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا﴾ (۱)

اے ہمارے اللہ کریم! ہمیں توبہ و استغفار کی نعمت سے نواز دیجئے اور پھر ہمارے لیے رزق کا حصول سہل فرما دیجئے- ہمارے معاملات میں آسانیاں پیدا فرما دیجئے اور ہمارے سب کاموں میں ہمارے حامی و ناصر ہو جایئے- آپ فریادوں کو سننے اور پورا فرمانے والے ہیں- آمین یاذاالجلال والاکرام-

ج: استغفار و توبہ کے حصولِ رزق کا سبب ہونے کی تیسری دلیل اللہ رب العالمین کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ﴾ (۲)

۱- تفسیر ابن کثیر ۲/ ۴۹۲' نیز ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبی ۹/ ۵۱

۲- سورۃ ہود / ۳

''اور یہ کہ تم اپنے رب سے (گزشتہ گناہوں کی) معافی مانگو اور (آئندہ گناہ کرنے سے) توبہ کرو۔ وہ تم کو ایک مدتِ معین (یعنی موت) تک اچھی طرح (دنیا کے) مزے اڑانے دے گا اور جس نے زیادہ عبادت کی اس کو زیادہ اجر دے گا اور اگر تم پھر جاؤ تو بے شک میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔''

اس آیتِ کریمہ میں استغفار و توبہ کرنے والوں کے لیے اللہ مالک الملک کی طرف سے (متاعِ حسن) (اچھا ساز و سامان) عطا فرمانے کا وعدہ ہے اور (متاعِ حسن) عطا کرنے سے مراد جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا' یہ ہے کہ وہ تمہیں تونگری اور فراخی رزق سے نوازیں گے۔(۱)

امام قرطبی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''یہ استغفار و توبہ کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں وسعتِ رزق اور خوش حالی سے نوازیں گے اور تمہیں اس طرح عذاب سے نیست و نابود نہ کریں گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کو کیا۔''(۲)

اس آیتِ کریمہ میں استغفار و توبہ اور وسعتِ رزق میں وہی صلہ اور تعلق ہے جو صلہ و تعلق شرط اور اس کی جزا کے درمیان ہوتا ہے۔ استغفار و توبہ کا ذکر بطور شرط کیا گیا ہے اور فراخی رزق کا بطور جزا اور معلوم ہے کہ جب بھی شرط پائی جاتی ہے جزا کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح جب بھی بندے کی طرف سے استغفار و توبہ ہوگی' رحمٰن و رحیم رب کریم کی طرف سے اس کے لیے لازماً وسعتِ رزق اور خوش حالی ہوگی۔ مشہور مفسر قرآن شیخ محمد امین شنقیطی فرماتے ہیں:

۱- زادالمسیر ۴/ ۷۵

۲- تفسیر القرطبی ۹/ ۳/ ۴۰' نیز ملاحظہ: تفسیر الطبری ۱۵/ ۲۲۹-۲۳۰' تفسیر الکشاف ۲/ ۲۵۸' تفسیر البغوی ۴/ ۷۲/ ۳' فتح القدیر ۲/ ۶۹۵ و تفسیر القاسمی ۹/ ۶۳

''یہ آیتِ کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ گناہوں سے استغفار و توبہ کرنا فراخی رزق اور تونگری و خوش حالی کا سبب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے استغفار و توبہ کو بطور شرط اور تونگری و خوش حالی کو بطور جزا ذکر فرمایا ہے۔'' (۱)

د: استغفار و توبہ کے حصولِ رزق کی کلید ہونے کی چوتھی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

((رَوَی الأئِمَّةُ اَحْمَدُ وَ اَبُوداوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْحَاكِمُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ''مَنْ اَكْثَرَ الاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا ، وَ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجًا ، وَ رَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لاَ يَحْتَسِبُ)) (۲)

امام احمد، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام حاکم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کثرت سے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کی، اللہ تعالیٰ اس کو ہر غم سے نجات دیں گے، ہر مشکل سے نکال دیں گے اور اس کو وہاں سے رزق مہیا فرمائیں گے جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہ ہو گا۔''

اس حدیث پاک میں جناب رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے اپنے گناہوں کی

۱- اضواء البیان ۳/ ۹

۲- المسند ۴/ ۵۵-۵۶، (اور الفاظ المسند ہی کے ہیں)، وسنن ابی داود ۴/ ۲۶۷، کتاب السنن الکبریٰ ۶/ ۱۱۸، سنن ابن ماجہ ۲/ ۳۳۹، المستدرک علی الصحیحین ۴/ ۲۹۲۔ بعض محدثین نے اس حدیث کو ایک راوی کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو التلخیص / ۲۶۲، وعون المعبود ۴/ ۲۶۷، وضعیف سنن ابی داود للشیخ الالبانی ص ۱۴۹۔ لیکن امام حاکم اور شیخ احمد محمد شاکر نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو المستدرک ۴/ ۲۶۲، ہامش المسند ۴/ ۵۵)

معافی طلب کرنے والے کو تین ثمرات و فوائد حاصل ہونے کا ذکر فرمایا ہے اور ان تین میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ سب سے بڑی قوت و طاقت کے مالک اللہ الرزاق اس کو وہاں سے رزق مہیا فرمائیں گے جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہ ہو گا۔

اور اس خبر کی سچائی اور حقانیت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے کہ خبر دینے والے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سب سے سچے ہیں اور پھر وہ ایسی خبر اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی وحی سے دیتے ہیں۔

اے رزق کے متلاشیو! کثرت سے استغفار و توبہ کرو۔ اپنے گناہوں سے دور ہو جاؤ۔ گزشتہ سیاہ کاریوں پر ندامت کے آنسو بہاؤ اور اس بات کا عزم کر لو کہ آئندہ ساری زندگی ان گناہوں کے قریب نہیں پھٹکو گے۔

اور اس بات کا خاص طور سے دھیان رکھو کہ استغفار و توبہ صرف زبان تک ہی نہ رہے' دل کی ندامت اور اصلاحِ اعمال کی کوشش کے بغیر زبانی استغفار و توبہ جھوٹوں اور دغا بازوں کی عادت ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے استغفار و توبہ کی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے؟

***

------ ۲ ------

تقویٰ

رزق کے اسباب میں سے ایک سبب تقویٰ ہے۔ تقوے کے متعلق گفتگو درج ذیل دو عنوانوں کے تحت ہو گی:

۱: تقوے کا مفہوم

۲: تقوے کے رزق کا سبب ہونے کے دلائل

۱: تقوے کا مفہوم:

اللہ تعالیٰ علمائے امت کو جزائے خیر دیں کہ انہوں نے تقوے کا مفہوم خوب وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

مثال کے طور پر امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے تقوے کی تعریف ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

«حِفْظُ النَّفْسِ عَمَّا يُؤْثِمُ وَ ذَلِكَ بِتَرْكِ الْمَحْظُوْرِ وَ يَتِمُّ ذَلِكَ بِتَرْكِ بَعْضِ الْمُبَاحَاتِ»(۱)

"گناہ سے نفس کو بچائے رکھنا اور اس کے لیے ممنوعہ باتوں کو چھوڑا جاتا ہے اور اسکی تکمیل کی غرض سے کچھ جائز امور کو بھی ترک کیا جاتا ہے۔"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تقوے کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے:

«اِمْتِثَالُ اَمْرِهِ وَنَهْيِهِ وَ مَعْنَاهُ: الْوِقَايَةُ مِنْ سَخَطِهِ وَ عَذَابِهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى»

۱- المفردات فی غریب القران ص۵۳۱

"اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی پابندی کرنا۔[۱] اور تقویٰ کے معنے یہ ہیں کہ انسان ایسے کاموں سے بچا رہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور عذاب کا سبب ہوں۔" [۲]

امام جرجانیؒ نے تقوے کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے:

((اَلِاحْتِرَازُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالَی عَنْ عُقُوبَتِهِ، وَ هُوَ صِیَانَةُ النَّفْسِ عَمَّا تَسْتَحِقُّ بِهِ الْعُقُوبَةُ مِنْ فِعْلٍ اَوْ تَرْكٍ)) [۳]

"اللہ تعالیٰ کی اطاعت و تابعداری کے ذریعے سے اپنے آپ کو ان کے عذاب سے بچانا اور اس مقصد کی خاطر اپنے نفس کو ایسے کام کرنے یا چھوڑنے سے بچائے رکھنا جن کے کرنے یا چھوڑنے سے انسان عذاب کا مستحق ٹھہرے۔"

جس نے اپنے نفس کو گناہوں سے آلودہ کیا وہ متقی نہیں۔ جس نے اپنی آنکھوں سے حرام چیزوں کو دیکھا' یا کانوں سے اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ باتوں کو شوق سے سنا' یا ممنوعہ اشیا کو دلچسپی سے اپنے ہاتھوں میں لیا' یا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے ٹھکانوں میں گیا تو اس نے اپنے نفس کو گناہ سے نہ بچایا۔

اپنے آپ کو گناہوں سے آلودہ کر کے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والوں اور ان کے عذاب کو دعوت دینے والوں کا متقیوں سے کیا تعلق ہے؟

اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی پروا نہ کرنے والے متقیوں میں کیوں کر شمار کیے جا سکتے ہیں؟

۱۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے' ان کو بجا لائے اور جن باتوں سے منع کیا ہے' ان سے رک جائے۔

۲۔ تحریر الفاظ التنبیه ص ۳۲۲

۳۔ کتاب التعریفات ص ۶۸

۲: تقوے کے حصولِ رزق کا سبب ہونے کے دلائل:

تقوے کے رزق کا سبب ہونے پر کئی آیاتِ کریمہ دلالت کرتی ہیں- ان میں سے چند ایک مناسب تفسیر کے ساتھ ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾(۱)

"اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لیے (ہر مشکل سے) نکلنے کی راہ بنا دیتے ہیں اور اس کو وہاں سے روزی دیتے ہیں جہاں سے اس کو گمان ہی نہیں ہوتا-"

اس ارشادِ مبارک میں اللہ رب العزت نے بیان فرمایا کہ جس شخص میں تقوے کی صفت پیدا ہو گئی' اللہ تعالیٰ اس کو دو نعمتوں سے نوازیں گے-

پہلی نعمت یہ ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہر غم و مصیبت سے نجات دیں گے- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ﴿يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا﴾ کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

((يُنْجِيهِ مِنْ كُلِّ كَرْبِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))(۲)

"اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت کے ہر غم سے نجات دیں گے-"

حضرت ربیع بن خثیم آیتِ کریمہ کے اس حصے کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((وَيَجْعَلُ لَهُ مَخْرَجًا مِنْ كُلِّ مَا يَضِيقُ عَلَى النَّاسِ))(۳)

"اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر اس بات سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیں گے جو

۱- سورۃ الطلاق /۲-۳

۲- تفسیر القرطبی ۱۸/ ۱۵۹

۳- زاد المسیر ۸/ ۲۹۱-۲۹۲' نیز ملاحظہ ہو: تفسیر البغوی ۴/ ۳۵۷ و تفسیر الخازن ۷/ ۱۰۸

لوگوں کے لیے تنگی اور مشکل کا سبب بنتی ہے۔"

دوسری نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو وہاں سے رزق مہیا فرمائیں گے جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہ ہو گا۔ حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ مذکورہ بالا دونوں آیتوں کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "جو کوئی اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کر کے اور ان کی طرف سے ممنوعہ باتوں سے دور رہ کر متقی بن جائے، وہ اس کے لیے ہر مشکل سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیں گے اور اس کو وہاں سے روزی عطا فرمائیں گے جہاں سے رزق کا ملنا اس کے خواب و خیال میں بھی نہ ہو گا۔" (۱)

اللہ اکبر! تقوے کی خیر و برکات کتنی عظیم اور قیمتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((إِنَّ أَكْبَرَ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ فَرَجًا ﴿وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾

"غموں اور دکھوں سے نجات کا نسخہ بتلانے والی قرآن کریم کی سب سے عظیم آیتِ کریمہ یہ ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ (۲)

ب: تقوے کے حصولِ رزق کا سبب ہونے کی دوسری دلیل اللہ مالک الملک کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ (۳)

اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور (برے کاموں کفر اور شرک سے) بچے رہتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے۔ مگر انہوں

۱- تفسیر ابن کثیر ۴/۴۰۰ نیز ملاحظہ ہو: زاد المسیر ۸/۲۹۱-۲۹۲ وتفسیر الکشاف ۴/۱۲۰

۲- تفسیر ابن کثیر ۴/۴۰۰ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر ابن مسعودؓ ۲/۶۵۱

۳- سورۃ الاعراف / ۹۶

نے جھٹلایا تو ہم نے ان کے کاموں کی سزا میں ان کو دھر پکڑا۔''

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات بیان فرمائی ہے کہ اگر بستیوں والوں میں دو باتیں یعنی ایمان اور تقویٰ آجائیں تو وہ ان کے لیے ہر طرف سے خیر و برکات کے دروازوں کو کھول دیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ﴿لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

((لَوَسَّعْنَا عَلَيْهِمُ الْخَيْرَ وَ يَسَّرْنَاهُ لَهُمْ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ)) (۱)

''تو ہم ان کے لیے خیر عام کر دیں اور ہر جانب سے اس کا حاصل کرنا ان کے لیے سہل کر دیں۔''

ایمان و تقویٰ والوں کے لیے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آسمان و زمین سے برکات کے کھولنے کے وعدے میں کتنے ہی لطائف پنہاں ہیں' ان میں سے تین ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں :

۱ : اللہ تعالیٰ نے ایمان و تقویٰ والوں کے لیے برکات کے کھولنے کا وعدہ فرمایا ہے' اور لفظ ((البرکات)) ((البرکة)) کی جمع ہے اور ((البرکة)) کی تفسیر کرتے ہوئے امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

((الْمُوَاظَبَةُ عَلَى الشَّيْءِ)) (۲)

''کسی چیز پر مداومت اور ہمیشگی''

اور امام خازن اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

((ثُبُوتُ الْخَيْرِ الْاِلٰهِيِّ فِي الشَّيْءِ)) (۳)

''یہ کسی چیز میں خیر الٰہی کا دوام و ثبوت ہے۔''

۱- تفسیر ابی السعود ۳ / ۲۵۳

۲- تفسیر البغوی ۲ / ۱۸۳

۳- تفسیر الخازن ۲ / ۳۶۶

اس طرح ((البرکات)) کے لفظ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان و تقویٰ کے بدلے میں ملنے والا ثمرہ و فائدہ عارضی اور وقتی نہیں' یا ایسا نہیں جو شر سے بدل جائے بلکہ وہ دائمی اور ابدی خیر ہے۔

سید محمد رشید رضا نے ایمان و تقویٰ والوں پر نازل ہونے والی برکات کی عمدگی اور خوبی کو یوں بیان فرمایا ہے:

''مومنوں پر جو نعمتیں اور برکات نازل کی جاتی ہیں وہ ان پر خوش اور راضی ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں' خیر کی راہوں میں ان کو استعمال کرتے ہیں' شر و فساد کی جگہوں پر ان کے استعمال سے گریز کرتے ہیں' نعمتوں اور برکات کے ملنے پر ان کے اس طرزِ عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان پر اپنی نعمتوں میں اضافہ فرماتے ہیں اور آخرت میں انہیں بہترین اجر عطا فرمائیں گے۔'' (۱)

شیخ ابن عاشور نے ((البرکة)) کی تفسیر میں فرمایا ہے:

((وَمَعْنَى الْبَرَكَةِ الْخَيْرُ الصَّالِحُ الَّذِیْ لاَ تَبِعَةَ عَلَيْهِ فِی الآخِرَةِ' فَهُوَ اَحْسَنُ اَحْوَالِ النِّعْمَةِ)) (۲)

''البرکة سے مراد وہ عمدہ خیر ہے جس کے استعمال کی بنا پر آخرت میں کچھ مواخذہ نہ ہوگا اور یہ نعمت کی بہترین کیفیت ہے۔''

۲: اللہ تعالیٰ نے ایمان و تقویٰ والوں کو ملنے والی خیر کے لیے صیغہ جمع (البرکات) استعمال فرمایا اور صیغہ جمع کے استعمال کی حکمت بیان کرتے ہوئے شیخ ابن عاشور فرماتے ہیں:

((اَلْبَرَكَاتُ: جَمْعُ بَرَكَةٍ' وَالْمَقْصُوْدُ مِنَ الْجَمْعِ تَعَدُّدُهَا

۱- تفسیر المنار ۹/ ۲۵

۲- تفسیر التحریر والتنویر ۹/ ۲۲

بِاعْتِبَارِ تَعَدُّدِ اَصْنَافِ الاَشْیَاءِ الْمُبَارَکَةِ)) (۱)

((البرکات)) ((برکة)) کی جمع ہے اور جمع کا صیغہ لانے کی حکمت یہ ہے کہ (اہل ایمان و تقویٰ کو ملنے والی) بابرکت اشیاء کی متعدد انواع و اقسام ہیں۔"

۳: برکات کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالاَرْضِ﴾

آسمان و زمین سے برکتیں اور اس فرمانِ الٰہی کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:

((بَرَکَاتُ السَّمَاءِ بِالْمَطَرِ، وَ بَرَکَاتُ الاَرْضِ بِالنَّبَاتِ وَالثِّمَارِ، وَکَثْرَةِ الْمَوَاشِي وَالاَنْعَامِ، وَحُصُولِ الاَمْنِ وَالسَّلاَمَةِ، وَ ذٰلِكَ لاَنَّ السَّمَاءَ تَجْرِیْ مَجْرَی الاَبِ، وَالاَرْضَ تَجْرِیْ مَجْرَی الاُمِّ، وَ مِنْهَا یَحْصُلُ جَمِیْعُ الْمَنَافِعِ وَالْخَیْرَاتِ بِخَلْقِ اللّٰهِ تَعَالَی وَ تَدْبِیْرِهِ)) (۲)

"آسمان کی برکات بارش کی صورت میں ہیں اور زمین کی برکات پودوں، پھلوں، چوپاؤں اور مویشیوں کی کثرت اور امن و سلامتی کے حصول کی شکل میں ہیں۔ (آسمان و زمین کی برکات ذکر کرنے کی حکمت یہ ہے) کہ آسمان باپ کی مانند اور زمین ماں کی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق و تدبیر سے سارے منافع انہی دونوں کے ذریعے سے میسر آتے ہیں۔"

ج: تقویٰ کے رزق کا سبب ہونے کی تیسری دلیل اللہ تعالیٰ کا درج ذیل

۱- مرجع سابق ۹/۲۱

۲- التفسیر الکبیر ۱۴/۱۸۵

نیز ملاحظہ ہو: تفسیر الخازن ۲/۲۶۶ و تفسیر التحریر التنویر ۹/۲۲

ارشادِ گرامی ہے :

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰةَ وَالاِنْجِيْلَ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ﴾ (۱)

''اور اگر وہ تورات' انجیل اور جو ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا قائم رکھتے تو (سر کے) اوپر اور پاؤں کے نیچے دونوں طرف سے کھاتے - ایک گروہ تو ان میں سے سیدھا ہے اور ان میں سے اکثر برے کام کرنے والے ہیں -''

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جو سب سے زیادہ سچے ہیں' اہل کتاب کے متعلق بتلایا' جیساکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر بیان کی ہے کہ اگر وہ تورات' انجیل اور قرآنِ کریم کی تعلیمات پر عمل کرتے تو وہ ان کے آسمان سے نازل ہونے والے اور زمین سے اگنے والے رزق میں اضافہ فرما دیتے -(۲)

شیخ یحییٰ بن عمر اندلسی اس آیت کریمہ پر تعلیق کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں : ''اگر اہل کتاب تورات' انجیل اور قرآن کریم میں نازل کردہ احکام کی تعمیل کرتے تو وہ اوپر نیچے سے کھاتے یعنی اللہ تعالیٰ دنیا ان کے حوالے کر دیتے -'' (۳)

امام قرطبیؒ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں : اس آیتِ کریمہ میں

۱- سورۃ المائدہ /٦٦

۲- ملاحظہ ہو : تفسیر الطبری ۱۰/۴٦۳ و تفسیر المحرر الوجیز ۵/۱۵۲-۱۵۳ و زادالمسیر ۲/۳۹۵ 'وتفسیر ابن کثیر ۲/۸٦

۳- ملاحظہ ہو : کتاب النظر و الاحکام في جمیع اھل السوق ص ۴۱

امام شوکانی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں : اسباب رزق میں سہولت و آسانی' کثرت اور تنوع پر دلالت کرنے کی غرض سے اللہ رب العزت نے ''فوق'' اور ''تحت'' کی تعبیریں استعمال فرمائیں -
(فتح القدیر ۲/۸۵)

اور شیخ ابن عاشور فرماتے ہیں ''انہیں ہر جانب سے رزق دیئے جاتے -'' (تفسیر التحریر و التنویر ۴/۲۵۴)

بیان کردہ بات مندرجہ ذیل آیات شریفہ میں بھی بیان کی گئی ہے :

﴿وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ﴾[1]

"اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لیے (ہر مشکل سے) نکلنے کی راہ بنا دیتے ہیں اور اس کو وہاں سے روزی دیتے ہیں جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔"

﴿وَ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَی الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰھُمْ مَّآءً غَدَقًا﴾ [2]

"اور اگر وہ سیدھی راہ پر قائم رہتے تو ہم انہیں خوب پانی پلاتے۔"

﴿وَ لَوْ اَنَّ اَھْلَ الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْھِمْ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾ [3]

"اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور (برے کاموں کفر شرک سے) بچے رہتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکتیں کھول دیتے۔"

ان آیاتِ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے تقوے کو عطائے رزق کا سبب قرار دیا اور شکر کرنے والوں کو مزید عطا کرنے کا وعدہ فرمایا :

﴿لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ﴾[4]

"اگر تم شکر کروگے تو میں لازماً تمہیں اور زیادہ دوں گا۔" [5]

پس ہر وہ شخص جو رزق کی کشادگی اور فراخی چاہتا ہے وہ اپنے آپ کو ہر گناہ سے دور رکھے۔ اللہ رب العزت نے جن باتوں کا حکم دیا ہے ان کو بجالائے اور جن

۱- سورۃ الطلاق /۲'۳

۲- سورۃ الجن /۱۶

۳- سورۃ الاعراف /۹۶

۴- سورۃ ابراھیم /۷

۵- تفسیر القرطبی ۶/ ۲۴۱

امور سے روکا ہے' ان سے باز رہے - اپنے آپ کو ہر اس بات سے بچائے رکھے جو اس پر اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے اور ان کے عذاب کے نزول کا باعث ہو - وہ بات خواہ نیکی کے چھوڑنے کی شکل میں ہو یا برائی کے ارتکاب کی صورت میں -

❋ ❋ ❋

------ ۳ ------

اللہ تعالیٰ پر توکل

جن اسباب کی وساطت سے رزق حاصل کیا جاتا ہے ان میں ایک اہم سبب اللہ مالک الملک پر توکل ہے-اس موضوع کے متعلق درج ذیل تین عنوانوں کے تحت ان شاء اللہ گفتگو کی جارہی ہے-

۱ : توکل علی اللہ کا مفہوم-

۲ : توکل علی اللہ کے کلیدِ رزق ہونے کی دلیل-

۳ : کیا توکل کے معنی حصولِ رزق کی کوششوں کو چھوڑ دینا ہیں ؟

۱ : توکل علی اللہ کا مفہوم :

اللہ تعالیٰ علماے امت کو جزاے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے توکل کے معنی و مفہوم کو خوب وضاحت سے بیان فرمایا ہے- مثال کے طور پر امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

((اَلتَّوَكُّلُ: عِبَارَةٌ عَنِ اعْتِمَادِ الْقَلْبِ عَلَى الْوَكِيْلِ وَحْدَهُ)) (۱)

"توکل یہ ہے کہ دل کا اعتماد صرف اسی پر ہو جس پر توکل کرنے کا دعویٰ کیا گیا ہو-"

علامہ مناوی فرماتے ہیں :

((اَلتَّوَكُّلُ : اِظْهَارُ الْعَجزِ وَالاِعْتِمَادِ عَلَى الْمُتَوَكَّلِ عَلَيْهِ)) (۲)

۱- احیاء علوم الدین ۴/۲۵۹

۲- فیض القدیر ۵/۳۱۱

"توکل بندے کے اظہارِ عجز اور جس پر توکل کیا گیا ہے' اس پر مکمل بھروسے کا نام ہے-"

ملا علی قاری ((التوکل علی اللّٰہ حق التوکل)) اللہ تعالیٰ پر کماحقہ توکل کا مفہوم بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں :

"تم اس بات کو یقینی طور پر جان لو کہ درحقیقت ہر کام کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں- کائنات میں جو کچھ بھی ہے تخلیق ورزق' عطا کرنا یا محروم رکھنا' ضرر و نفع' افلاس و تونگری' بیماری و صحت' موت و زندگی غرضیکہ ہر چیز فقط اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے-" (۱)

۲ : توکل علی اللہ کے کلیدِ رزق ہونے کی دلیل :

توکل علی اللہ تعالیٰ کے رزق کا سبب ہونے پر درج ذیل حدیث شریف دلالت کرتی ہے :

رَوَی الأئِمَّةُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَالْقُضَاعِيُّ وَالْبَغَوِيُّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**لَوْ اَنَّكُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَ تَرُوْحُ بِطَانًا**)) (۲)

۱- مرقاۃ المفاتیح ۹ /۱۵۶-

۲- المسند ۱ /۲۴۳' ۱ /۳۱۳' ۱ /۳۱۴' جامع الترمذی ۷ /۷ (الفاظ حدیث جامع الترمذی ہی سے نقل کیے گئے ہیں)' سنن ابن ماجہ ۲ /۴۱۹' کتاب الزھد للإمام ابن المبارک ۴ /۱۹۴-۱۹۷' الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ۲ / ۵۰۹' المستدرک علی الصحیحین ۴ /۳۱۸' مسند الشھاب ۲ /۳۱۹' شرح السنہ ۱۴ /۳۰۱

کئی ایک محدثین نے اس حدیث کو ثابت قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو : جامع الترمذی ۷ /۸' والمستدرک ۲ /۳۱۸' التلخیص ۲ /۳۱۸' شرح السنہ ۱۲ /۳۰۱' حاشیہ المسند ۱ /۲۴۳' سلسلة الاحادیث الصحیحة جلد ۱' جز ۳' ص ۱۲)

حضراتِ ائمہ احمد' ترمذی' ابن ماجہ' ابن مبارک' ابن حبان' حاکم' قضاعی اور بغوی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا : جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "اگر تم اللہ تعالیٰ پر اسی طرح بھروسہ کرو جیسا کہ ان پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو تمہیں اسی طرح رزق دیا جائے جس طرح پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس پلٹتے ہیں"

اس حدیث شریف میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی امت کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ پر کماحقہ بھروسہ کرنے والوں کو اسی طرح رزق عطا کیا جاتا ہے جس طرح پرندوں کو رزق مہیا کیا جاتا ہے اور ایسے کیوں نہ ہو؟ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے نے اس عظیم' منفرد' یکتا اور کائنات کے مالک پر بھروسہ کیا جن کے (کُنْ) کہنے سے سب کچھ ہو جاتا ہے۔

﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾(۱)

"اس کی تو شان یہ ہے کہ جب کوئی چیز (بنانا) چاہتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے ہو جا' وہ ہو جاتی ہے۔"

جس نے ان پر اعتماد کیا وہ تنہا اس کے لیے کافی ہیں۔ انہوں نے خود بتلایا ہے :

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾(۲)

"اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے وہ اس کو کافی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا ہے۔"

۱۔ سورۃ یٰس / ۸۲

۲۔ سورۃ الطلاق / ۳

اس آیتِ شریفہ کی تفسیر میں حضرت ربیع بن خثیم فرماتے ہیں:

((مِنْ كُلِّ مَاضَاقَ عَلَى النَّاسِ))[1]

''اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر اس چیز کے مقابلے میں کافی ہو جاتے ہیں جو لوگوں کے لیے تنگی کا سبب بنتی ہے۔''

۳: کیا توکل کے معنی حصولِ رزق کی کوششوں کو چھوڑ دینا ہیں؟

شاید کچھ نا سمجھ لوگ کہیں کہ جب توکل کرنے والے کو ضرور رزق ملتا ہے تو ہم حصولِ رزق کی خاطر جدوجہد اور محنت و مشقت کیوں کریں؟ کیوں نہ ہم مزے سے بیٹھے رہیں کہ توکل کی وجہ سے ہم پر آسمان سے رزق نے خود ہی نازل ہو جانا ہے؟

ان لوگوں کی یہ بات توکل کی حقیقت سے ان کی بے علمی پر دلالت کرتی ہے۔ اگر یہ لوگ مذکورہ بالا حدیث شریف پر غور کرتے تو ایسی بات نہ کہتے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ پر کماحقہ اعتماد کرنے والوں کو ان پرندوں سے تشبیہ دی ہے جو صبح سویرے خالی پیٹ اللہ تعالیٰ کے رزق کی تلاش میں نکلتے اور شام کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پیٹ بھر کر واپس اپنے گھونسلوں کی طرف پلٹتے ہیں۔ حالانکہ ان پرندوں کی دکانیں، فیکٹریاں، ملازمتیں یا کھیت نہیں جن پر وہ رزق کے حصول میں اعتماد کرتے ہوں۔ طلبِ رزق کی سعی و کوشش میں ان کا کلی اعتماد صرف ایک اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ علمائے امت کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے اس بات کی تنبیہ فرمائی۔ مثال کے طور پر امام احمدؒ فرماتے ہیں ''حدیث شریف میں یہ بات تو نہیں کہ حصولِ رزق کیلئے کوشش نہ کی جائے بلکہ وہ تو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رزق حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کی جائے

۱- شرح السنہ ۱۴/۲۹۸

اور جس بات کی تاکید حدیث شریف میں کی گئی ہے' وہ یہ ہے کہ اگر ان کے آنے جانے اور سعی و کوشش کے پس منظر میں یہ یقین ہو کہ ہر طرح کی خیر صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو وہ ضرور اس طرح خیر و برکات اور رزق حاصل کر کے پلٹیں جس طرح کہ سرشام پرندے رزق حاصل کر کے پلٹتے ہیں۔''[1]

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو اپنے گھر یا مسجد میں بیٹھے کہتا ہے: ''میں تو کچھ کام نہ کروں گا' میرا رزق خود میرے پاس آئے گا۔'' آپ نے فرمایا: ''یہ شخص علم سے کورا ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِيْ))

''اللہ تعالیٰ نے میرا رزق میرے نیزے کے سایہ کے نیچے رکھا۔''

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((لَوْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ' تَغْدُوْ خِمَاصًا وَ تَرُوْحُ بِطَانًا))[2]

''اگر تم اللہ تعالیٰ پر کماحقہ توکل کرو تو وہ تمہیں اس طرح رزق عطا فرمائیں گے جس طرح پرندوں کو رزق عطا فرماتے ہیں کہ وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس پلٹتے ہیں۔''

آنحضرت ﷺ نے بتلایا کہ پرندے صبح و شام رزق کی جستجو میں آتے جاتے ہیں۔ حضرتِ امام نے مزید فرمایا: ''حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم تجارت کرتے اور اپنے نخلستانوں (کھجوروں کے باغوں) میں کام کرتے اور وہ ہمارے لیے نمونہ ہیں۔'' شیخ ابو حامد (امام غزالیؒ) اس بارے میں فرماتے ہیں: توکل کے بارے میں

۱- ماخوذ از تحفۃ الاحوذی ۷/۸

۲-ماخوذ از فتح الباری ۱۱/۳۰۵-۳۰۶

یہ سمجھنا کہ اس سے مراد حصولِ رزق کے لئے جسمانی کدو کاوش اور دماغی سوچ بچار چھوڑ کر پھٹے پرانے چیتھڑوں کی طرح زمین پر گرے رہنا اور ردی گوشت کی طرح تختہ پر پڑے رہنا احمقانہ سوچ ہے۔ ایسا کرنا شریعت میں حرام ہے۔ توکل کرنے والوں کی اسلام میں تعریف کی گئی ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ حرام کا ارتکاب کرنے والے شریعت کی نگاہ میں قابل تعریف قرار دیئے جائیں؟

اس بارے میں حق کو آشکارا کرنے کی غرض سے ہم کہتے ہیں: توکل کا اثر بندے کی اس سعی و کوشش میں ظاہر ہوتا ہے جو اپنے مقاصد کے حصول کی خاطر کرتا ہے۔''

امام ابو قاسم قشیری فرماتے ہیں: ''توکل کی جگہ دل ہے اور جب بندے کے دل میں یہ بات راسخ ہو جائے کہ رزق اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے' اگر تنگ دستی آئی تو تقدیر الٰہی سے' آسانی ہوئی تو ان کی عنایت و نوازش سے' تو پھر ظاہری حرکت توکل کے منافی نہیں۔''[1]

درج ذیل حدیث شریف بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ توکل کا تقاضا رزق کے حصول کے لیے کوشش کا ترک کرنا نہیں۔

((رَوَى الإِمَامَانِ: ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ أُرْسِلُ نَاقَتِيْ وَ أَتَوَكَّلُ قَالَ: اَعْقِلْهَا وَ تَوَكَّلْ))[2]

امام ابن حبان اور امام حاکم نے عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی

۱- ماخوذ از مرقاۃ المفاتیح ۵ / ۱۵۷

۲- الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ۲ / ۵۱۰ (حدیث شریف کے الفاظ اسی کتاب سے لئے گئے ہیں) و المستدرك علی الصحیحین ۳ / ۶۲۳- حافظ ذہبی نے اس حدیث کی سند کو جید (عمدہ) قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص ۳ / ۶۲۳ نیز ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۱۰ / ۳۰۳

ہے کہ انہوں نے کہا: ایک شخص نے جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: ”میں اپنی اونٹنی کو کھلا چھوڑ دیتا ہوں اور توکل کرتا ہوں“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے گھٹنے کو باندھو اور توکل کرو۔“

ایک دوسری روایت میں ہے جس کو امام قضاعی نے روایت کیا ہے۔ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

((يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أُقَيِّدُ رَاحِلَتِيْ وَ أَتَوَكَّلُ عَلَى اللّٰهِ أَوْ أُرْسِلُهَا وَ أَتَوَكَّلُ؟))

”اے اللہ کے رسول! میں اپنی سواری کو پابہ زنجیر کروں (باندھوں) اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کروں یا سواری کو کھلا چھوڑ دوں اور توکل کروں؟“

آپ ﷺ نے فرمایا:

((قَيِّدْهَا وَ تَوَكَّلْ)) (1) ”سواری کو پابہ زنجیر کرو اور توکل کرو۔“

بات کا خلاصہ یہ ہے کہ توکل کے معنی حصولِ رزق کے لیے سعی و کوشش کو ترک کرنا نہیں۔ مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ رزق حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کرے، لیکن اس کا بھروسہ اپنی محنت و مشقت پر نہ ہو بلکہ ربِ ذوالجلال پر ہو اور اس بات کا اعتقاد رکھے کہ سب معاملات انہی کے ہاتھ میں ہیں اور رزق صرف اور صرف انہی کی طرف سے ہے۔

❋ ❋ ❋

۱- مسند الشہاب ۱/۳۶۸

------ ۴ ------

اللہ عزوجل کی عبادت کے لیے فارغ ہونا

رزق کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فارغ ہو جائے- درج ذیل دو نکتوں کی روشنی میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس موضوع کے متعلق گفتگو ہو گی-

۱ : اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فارغ ہونے کا مفہوم-

۲ : اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فراغت کا باعثِ رزق ہونے کی دلیلیں-

۱ : اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فارغ ہونے کا مفہوم :

اللہ تعالیٰ کی عبادت کی غرض سے فارغ ہونے سے یہ مراد نہیں کہ بندہ دن رات مسجد میں بیٹھا رہے اور حصولِ رزق کے لیے کوئی کوشش نہ کرے' بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اس کا قلب اور قالب (دل اور جسم) دونوں حاضر ہوں- عبادت میں خشوع و خضوع ہو- ربِ ذوالجلال کی عظمت و کبریائی اس کے دل میں جاگزیں ہو- اس کو اس بات کا ادراک و احساس ہو کہ وہ کائنات کے مالک اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہے- وہ جناب نبی کریم ﷺ کے ارشادِ گرامی :

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّكَ تَرَاهُ))

''اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم انہیں دیکھ رہے ہو-''

کی عملی تصویر ہو۔اگر اس کیفیت کو نہ پا سکے تو یہ تو ہو

((فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَرَاكَ)) (۱)

''اگر تم انہیں نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہے ہیں''

وہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جن کے اجسام تو مساجد میں ہوتے ہیں لیکن دل باہر کی چیزوں کے ساتھ لٹکے اور اٹکے ہوتے ہیں۔ ملا علی قاری جناب نبی کریم ﷺ کے ارشادِ گرامی ((تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِیْ)) کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اپنے رب کی عبادت کی غرض سے اپنے دل کو فارغ کرنے میں مبالغہ کر۔'' (۲)

۲: اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے فراغت کا باعثِ رزق ہونے کی دلیلیں:

اس کے متعلق ذیل میں دو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں:

((رَوَى الأَئِمَّةُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْحَاكِمُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (اِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ! تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلأْ صَدْرَكَ غِنًى، وَ اَسُدَّ فَقْرَكَ وَ اِنْ لاَّ تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَكَ شُغْلاً، وَ لَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ)) (۳)

حضراتِ ائمہ احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے آدم کے بیٹے!

۱- ۱-ملاحظہ ہو: صحیح مسلم ۱/۳۹

۲- مرقاۃ المفاتیح ۹/۲۹ نیز ملاحظہ ہو: تحفۃ الاحوذی ۷/۱۴۰

۳- المسند ۱۶/۲۸۴، جامع الترمذی ۷/۱۴۰ (الفاظ جامع الترمذی ہی کے ہیں) و سنن ابن ماجہ ۲/۴۰۸ و المستدرك علی الصحيحين ۲/۴۴۳۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو: جامع الترمذی ۷/۱۴۱) امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اس حدیث کو صحیح الاسناد اور شیخ البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك ۲/۴۴۳، التلخيص ۲/۴۴۳، صحیح سنن الترمذی ۲/۳۰۰، صحیح ابن ماجہ ۲/۳۹۳)

میری عبادت کے لیے اپنے آپ کو فارغ کر' میں تیرے سینے کو تونگری سے بھر دوں گا اور لوگوں سے تجھے بے نیاز کر دوں گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے ہاتھ (بے کار) کاموں میں الجھا دوں گا اور لوگوں کی طرف تیری محتاجی کو ختم نہ کروں گا۔''

اس حدیث شریف میں جناب نبی کریم ﷺ نے امت کو خبر دی ہے کہ پوری توجہ اور دھیان سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو انعامات ملنے کا وعدہ ہے۔

پہلا انعام یہ ہے کہ وہ اس کے دل کو تونگری سے بھر دیں گے اور دوسرا انعام یہ ہے کہ وہ اس کو لوگوں سے بے نیاز فرما دیں گے۔

اسی حدیث شریف میں توجہ اور دھیان سے عبادت نہ کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو سزائیں ملنے کی وعید بھی ہے۔ پہلی سزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بے کار کاموں میں الجھا دیں گے اور دوسری سزا یہ ہے کہ وہ لوگوں سے اس کی محتاجی کو ختم نہ کریں گے اور وہ ہمیشہ لوگوں کا دستِ نگر اور محتاج رہے گا۔اس سلسلے کی دوسری حدیث یہ ہے:

رَوَی الإمَامُ الْحَاكِمُ عَنْ مَعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقُوْلُ رَبُّكُمْ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى:"يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلأْ قَلْبَكَ غِنًى، وَ اَمْلأْ يَدَيْكَ رِزْقًا يَا ابْنَ آدَمَ! لاَ تَبَاعَدْنِيْ فَاَمْلأْ قَلْبَكَ فَقْرًا، وَ اَمْلأْ يَدَيْكَ شُغْلاً)) (۱)

۱- المستدرك على الصحيحين ۴/ ۳۲۶-امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے اور شیخ البانی نے ان دونوں حضرات کی تائید کی ہے۔(ملاحظہ ہو: ۴/ ۳۲۶ و التلخيص ۴/ ۳۲۶ و سلسلة الاحاديث الصحيحة ۳/ ۳۴۷

امام حاکم حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''اے آدم کے بیٹے! میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا' میں تیرے دل کو تونگری سے پر کر دوں گا اور تیرے دونوں ہاتھوں کو رزق سے پر کر دوں گا۔''

اے آدم کے بیٹے! مجھ سے دوری اختیار نہ کر (اگر تو نے ایسے کیا) تو میں تیرے دل کو محتاجی سے بھر دوں گا اور تیرے دونوں ہاتھوں کو (بے کار) کاموں میں لگا دوں گا۔''

جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حدیث شریف میں امت کو خبر دی ہے کہ توجہ اور دل جمعی سے عبادت کرنے والوں کو درج ذیل دو انعامات عطا فرمانے کا خود اللہ رب العزت نے وعدہ فرمایا ہے:

۱: تونگری کے ساتھ اس کے دل کو لبریز کرنا۔

۲: رزق کے ساتھ اس کے دونوں ہاتھوں کو بھرنا۔

اور معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔

﴿اِنَّ اللّٰہَ لاَ یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ﴾

مذکورہ بالا حدیث شریف میں جناب رسولِ کریم ﷺ نے امت کو یہ بھی بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دوری اختیار کرنے والے کے لیے ان کی طرف سے درج ذیل دو عذابوں کی وعید ہے:

۱: محتاجی اور فقیری سے اس کے دل کو بھرنا۔

۲: بے کار کاموں میں اس کو الجھا دینا۔

اور جس دل کو دلوں کے پیدا کرنے والے' خزانوں کے مالک اللہ تعالیٰ تونگری سے لبریز کر دیں' محتاجی کا احساس اور دست نگری کا تصور کیسے اس کے

قریب پھٹک سکتا ہے اور جس کے ہاتھوں کو کائنات کے رزاق رزق سے بھر دیں وہ غربت و افلاس کا شکار کیونکر ہو سکتا ہے ؟ اور جس کے دل کو کائنات کے تنہا و منفرد مالک جل جلالہ محتاجی سے بھر دیں' کائنات کی ساری قوتیں متحد و متفق ہو کر بھی اس کو تونگر و آسودہ حال نہیں بنا سکتیں اور جس کو جبار و قہار اللہ تعالیٰ بے کار اور لایعنی معاملات میں پھنسا دیں' اس کو بھلا فراغت کون مہیا کر سکتا ہے ؟

❋ ❋ ❋

------ ۵ ------

حج اور عمرے میں متابعت

جن اعمال کو اللہ تعالیٰ نے رزق کی کلید بنایا ہے انہی میں سے حج اور عمرہ میں متابعت ہے (یعنی حج اور عمرہ کو ایک دوسرے کے بعد ادا کرنا)

اس موضوع کے متعلق گفتگو ان شاء اللہ تعالیٰ درج ذیل دو عنوانوں کے تحت ہو گی۔

۱ : حج اور عمرے میں متابعت کا مفہوم

۲ : حج اور عمرے میں متابعت کے کلیدِ رزق ہونے کی دلیلیں

۱ : حج اور عمرے میں متابعت کا مفہوم :

شیخ ابوالحسن سندھی حج اور عمرے میں متابعت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں : ''ایک کو دوسرے کا تابع کرو یعنی جب حج ادا کر لو تو عمرہ ادا کرو اور جب عمرے کی ادائیگی سے فارغ ہو جاؤ تو حج کی ادائیگی کی تیاری کرو' کیونکہ یہ دونوں یکے بعد دیگرے آتے ہیں۔'' (۱)

۲ : حج اور عمرے میں متابعت کے کلیدِ رزق ہونے کی دلیلیں :

حج اور عمرے میں متابعت کے رزق کی چابی ہونے کے متعلق ذیل میں دو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں :

رَوَى الْاَئِمَّةُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَ ابْنُ حِبَّانَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

۱- حاشیہ الامام السندی علی سنن النسائی ۵/۱۱۵' نیز ملاحظہ ہو فیض القدیر للمناوی ۳/۲۲۵

اللّٰہِ ﷺ: ((تَابِعُوْا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ فَاِنَّھُمَا یَنْفِیَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ، کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ وَالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ، وَ لَیْسَ لِلْحَجَّۃِ الْمَبْرُوْرَۃِ[۱] ثَوَابٌ اِلاَّ الْجَنَّۃَ))[۲]

۱: حضرات ائمہ احمد، ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ اور ابن حبان، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حج اور عمرہ کو ایک دوسرے کے بعد ادا کرو، کیونکہ وہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کچیل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہے۔''

اس حدیث شریف میں جناب رسول اللہ ﷺ نے امت کو خبر دی ہے کہ حج اور عمرے میں متابعت کی وجہ سے انہیں درج ذیل دو فائدے حاصل ہوں گے:

۱۔ غربت و افلاس کا خاتمہ

۲: گناہوں کا مٹ جانا

اور معلوم ہے کہ جناب نبی محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی باتوں کی خبر وحی الٰہی ہی سے دیتے ہیں۔

﴿وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلاَّ وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾ [۳]

۱- حج مبرور: اس سے مراد وہ حج ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے احکامات کے مطابق ادا کیا جائے۔

۲- المسند ۵/ ۲۴۴-۲۴۵، جامع الترمذی ۳/ ۴۵۴ (الفاظ حدیث جامع الترمذی ہی کے ہیں)، سنن النسائی ۵/ ۱۱۵، صحیح ابن خزیمۃ ۴/ ۱۳۰، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ۹/ ۶

محدثین نے اس حدیث کو ثابت قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو: جامع الترمذی ۳ / ۴۵۵، ھامش المسند للشیخ احمد محمد شاکر ۵/ ۲۴۴، صحیح سنن الترمذی ۱/ ۲۴۵، صحیح سنن النسائی ۲/ ۵۵۸ ھامش الاحسان للشیخ شعیب الارناؤط ۹/ ۶

۳- سورہ نجم/ ۳-۴

''اور وہ اپنی نفسانی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ وہ وحی ہے جو ان کی طرف بھیجی گئی ہے۔''

امام ابن حبان نے اپنی کتاب صحیح ابن حبان میں اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے:

((ذِکْرُ نَفْیِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ الذُّنُوْبَ وَالْفَقْرَ مِنَ الْمُسْلِمِ بِهِمَا)) (۱)

حج اور عمرہ سے مسلمان کے گناہوں اور فقر کو دور کرنے کا ذکر

اور امام طیبی مذکورہ بالا حدیث شریف کے جملے ((فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَ الذُّنُوْبَ)) کی شرح میں فرماتے ہیں:

''یہ دونوں فقر کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح صدقہ مال میں اضافہ کرتا ہے۔'' (۲)

اس موضوع کی دوسری حدیث شریف یہ ہے:

رَوَى الإِمَامُ النَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)) (۳)

۲: امام نسائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حج اور عمرے میں متابعت کرو کیونکہ وہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کرتی ہے۔''

۱- الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان۹ /٦

۲- ماخوذازفیض القدیر۳ /۲۲۵

۳- سنن النسائی ۵ /۱۱۵ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو صحیح سنن النسائی۲ /۵۵۸)

اے غربت و افلاس سے نجات حاصل کرنے کے خواہش مندو! اے گناہوں کی معافی کے طلب گارو! حج اور عمرے میں متابعت میں جلدی کرو۔ اگر عمرہ ادا کر چکے ہو تو حج کی تیاری کا سامان کرو اور اگر حج ادا کر چکے ہو تو عمرے کی ادائیگی کے لیے کوشش کرو۔

* * *

------ ۶ ------

صلہ رحمی

حصولِ رزق کے اسباب میں سے ایک سبب صلہ رحمی ہے- اس بارے میں گفتگو ان شاء اللہ تعالیٰ درج ذیل چار نکات کے تحت ہو گی :

۱ : صلہ رحمی کا مفہوم
۲ : صلہ رحمی کے کلیدِ رزق ہونے کے دلائل
۳ : صلہ رحمی کس چیز کے ساتھ کی جائے ؟ اور کیسے کی جائے ؟
۴ : نافرمانوں کے ساتھ صلہ رحمی کی کیفیت

۱ : صلہ رحمی کا مفہوم :

عربی زبان میں صلہ رحمی کے لیے ((صلة الرحم)) کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں اور ((الرحم)) سے مراد رشتہ دار ہیں- حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :
"الرحم را (ر) کے زبر اور حا (ح) کے زیر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور یہ لفظ رشتہ داروں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور رشتہ داروں سے مراد وہ لوگ ہیں جن میں باہمی نسبی تعلق ہو' خواہ وہ ایک دوسرے کے وارث یا محرم ہوں یا نہ ہوں-
(الرحم) کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ صرف محرم رشتہ دار ہوتے ہیں' لیکن پہلا قول راجح ہے کیونکہ اس تفسیر کی بنا پر چچا زاد اور ماموں زاد بہن بھائی محرم نہ ہونے کی وجہ سے (الرحم) سے خارج ہو جاتے ہیں اور یہ بات درست نہیں-" (۱)

۱- فتح الباری ۱۰/ ۴۱۴

صلہ رحمی سے --- بقول ملا علی قاری --- مراد یہ ہے کہ نسبی اور سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ احسان کیا جائے- ان کے ساتھ شفقت اور ہمدردی کا معاملہ کیا جائے اور ان کے حالات کی دیکھ بھال اور پاسداری کی جائے-(۱)

۲: صلہ رحمی کے کلیدِ رزق ہونے کے دلائل:

صلہ رحمی کے وسعت رزق کا سبب ہونے کا ذکر متعدد احادیث و آثار میں آیا ہے' ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱: رَوَی الإِمَامُ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: «مَنْ سَرَّهُ اَنْ یُبْسَطَ لَهُ فِیْ رِزْقِهِ' وَ اَنْ یُنْسَاَ لَهُ فِیْ اَثَرِهِ فَلْیَصِلْ رَحِمَهُ»(۲)

امام بخاری حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص اپنے رزق میں کشادگی اور عمر میں اضافہ پسند کرے وہ صلہ رحمی کرے-"

۱- ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتیح ۸/ ۶۴۵

۲- صحیح البخاری ۱۰/ ۴۱۵

تنبیہ: صلہ رحمی کی وجہ سے عمر میں اضافہ کا جو ذکر اس حدیث شریف میں آیا ہے اس کے متعلق بعض حضرات محدثین نے ایک سوال از خود اٹھایا ہے اور پھر اس کا جواب بھی خود ہی دیا ہے- مثال کے طور پر حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "امام ابن تین فرماتے ہیں یہ حدیث ظاہری طور پر آیت کریمہ

﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ (الاعراف/ ۳۴)

(ترجمہ: جب ان کا مقرر وقت آ گیا تو ایک گھڑی نہ پیچھے رہ سکتے ہیں نہ آگے) سے متعارض ہے-"

اس تعارض کو دور کرنے کے لئے دو جوابات دیئے گئے ہیں-

پہلا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی اس کی عمر میں برکت عطا فرما دیتے ہیں کہ اس کو نیکیوں کی توفیق میسر آتی ہے' آخرت کے لیے نفع بخش کاموں کے کرنے کا موقع ملتا ہے اور بے کار اور لایعنی باتوں سے اس کے وقت کو بچا لیا جاتا ہے-

ب :رَوَی الإِمَامُ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُبْسَطَ فِیْ رِزْقِهٖ، وَ اَنْ یُنْسَاَ لَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ"))[1]

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "جو شخص اپنے رزق میں فراخی اور اپنی عمر میں اضافہ پسند کرے وہ صلہ رحمی کرے۔"

مذکورہ بالا دونوں احادیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے صلہ رحمی کے ذریعے حاصل ہونے والے دو پھلوں کا ذکر فرمایا ہے۔ایک پھل رزق کی وسعت اور دوسرا پھل عمر میں اضافہ ہے۔

اور یہ کھلی پیشکش ہے اور اس کے پیش کرنے والے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے سب سے زیادہ سچے انسان اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت محمد رسول

گذشتہ سے پیوستہ

دوسرا جواب یہ ہے کہ صلہ رحمی سے عمر میں اضافہ حقیقی ہے لیکن یہ اضافہ عمر والے فرشتہ کے اعتبار سے ہے اور آیت کریمہ میں عمر میں کمی و بیشی نہ ہونے کا جو ذکر ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم کے اعتبار سے ہے۔مثال کے طور پر عمر والے فرشتہ سے کہا گیا "اگر فلاں شخص نے صلہ رحمی کی تو اس کی عمر سو سال ہوگی اور اگر قطع رحمی کی تو ساٹھ سال۔"

اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم ہے کہ وہ صلہ رحمی کرے گا یا قطع رحمی اور عمر کی حقیقی مدت جو اللہ رب العزت کے علم میں ہے اس میں کمی و بیشی نہیں لیکن عمر کی اس مدت میں جو فرشتہ کے علم میں ہے نقصان و اضافہ ممکن ہے اور اسی بات کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی میں اشارہ ہے۔

﴿یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْکِتٰبِ﴾(سورہ الرعد/۳۹)

(اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔اور اصل کتاب (لوح محفوظ) اسی کے پاس ہے)

مٹانا اور باقی رکھنا فرشتہ کے علم کے اعتبار سے ہے اور جو اصل کتاب میں ہے وہی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں اور اسی کو قضائے مبرم کہا جاتا ہے اور پہلے کو قضائے معلق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔(فتح الباری ۱۰/۴۱۶ نیز ملاحظہ ہو :شرح النووی ۱۶/۱۱۴،وعمدۃ القاری ۲۲/۹۱)

۱۔ صحیح البخاری ۱۰/۴۱۵

اللہ ﷺ ہیں اور وہ ایسی پیشکش اپنی طرف سے نہیں بلکہ وحی الٰہی سے ہی کر سکتے ہیں - پس جو بھی ان دو پھلوں (کشادگی رزق اور عمر میں اضافہ) کا خواہش مند ہو وہ صلہ رحمی کا بیج بوئے' یقیناً ان دو پھلوں کو حاصل کرے گا - ان شاء اللہ تعالیٰ

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ان دونوں احادیث کا عنوان اپنی کتاب (الصحیح) میں یہ تحریر کیا ہے: ((بَابُ مَنْ بُسِطَ لَهُ فِي الرِّزْقِ بِصِلَةِ الرَّحِمِ))(۱)
(یہ) اس شخص کے متعلق باب ہے جس کے رزق میں صلہ رحمی کے سبب کشادگی کی گئی ہو -

امام ابن حبان نے اپنی کتاب (صحیح ابن حبان) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو درج ذیل عنوان دیا ہے:

((ذِكْرُ إِثْبَاتِ طِيْبِ الْعَيْشِ فِي الأَمْنِ وَ كَثْرَةِ الْبَرَكَةِ فِي الرِّزْقِ لِلْوَاصِلِ رَحِمَهُ))(۲)

"صلہ رحمی کرنے والے کے لیے پر امن اور رزق میں بھرپور برکت والی عمدہ زندگی کے ثابت ہونے کا بیان -"

ج: رَوَى الأَئِمَّةِ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَعَلَّمُوْا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ' فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الأَهْلِ' مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ' مَنْسَأَةٌ فِي الْعُمْرِ))(۳)

۱- صحیح بخاری ۱۰/۴۱۵

۲- الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ۲/۱۸۰

۳- المسند ۱۷/۴۲' جامع الترمذی ۶/۹۶-۹۷ (الفاظ جامع ترمذی کے ہیں)' المستدرک علی الصحیحین ۴/۱۶۱ محدثین نے اس حدیث کو ثابت قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو: المستدرک ۴/۱۶۱' التلخیص ۴/۱۶۱' ہامش المسند للشیخ احمد شاکر ۱۷/۴' صحیح سنن الترمذی ۲/۱۹۰)

حضرات ائمہ احمد' ترمذی اور حاکم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "اپنے قرابت داروں کے متعلق معلومات حاصل کرو تاکہ صلہ رحمی کر سکو- بلاشبہ صلہ رحمی سے خاندان میں محبت' مال میں کثرت اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے-"

جناب رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث مبارک میں صلہ رحمی کے تین ثمرات بیان فرمائے ہیں اور ان تین میں سے دوسرا ثمرہ اور فائدہ مال میں اضافہ ہے-

د: ((رَوَى الأَئِمَّةُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُمَدَّ لَهُ فِيْ عُمْرِهِ، وَ يُوَسَّعَ عَلَيْهِ فِيْ رِزْقِهِ، وَيُدْفَعَ عَنْهُ مِيْتَةُ السُّوْءِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)) (۱)

حضرات ائمہ عبداللہ بن احمد' بزار اور طبرانی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ اس کی عمر میں اضافہ ہو' اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس سے بری موت دور کی جائے' وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے-"

جناب نبی کریم ﷺ نے اس حدیث شریف میں اس بات کی خبر دی ہے کہ

۱- المسند ۲/۲۹۰' مجمع الزوائد ۸/ ۱۵۲-۱۵۳- محدثین نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے-(ملاحظہ ہو مرجع سابق ۸/ ۱۵۳' ھامش للشیخ احمد شاکر ۲/ ۲۹۰)

جس میں دو خصلتیں -----ایک اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور دوسری صلہ رحمی----- پائی جائیں اس کو تین فوائد حاصل ہوتے ہیں اور ان تین میں سے ایک فائدہ رزق کی کشادگی اور وسعت ہے-

ھ: «رَوَى الامَامُ الْبُخَارِیُّ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: مَنِ اتَّقٰی رَبَّہٗ وَوَصَلَ رَحِمَہٗ اُنْسِیءَ لَہٗ فِیْ عُمْرِہٖ وَ ثُرِیَ مَالُہٗ وَ اَحَبَّہٗ اَھْلُہٗ» (۱)

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ”جو شخص اپنے رب تعالیٰ سے ڈر جائے اور صلہ رحمی کرے' اس کی عمر میں اضافہ کیا جاتا ہے' اس کے مال کو بڑھایا جاتا ہے اور اس کے خاندان والے اس سے محبت کرتے ہیں-“

و: مال و دولت کی افزائش اور فقر و افلاس کے خاتمے کے لیے اللہ رب العزت نے صلہ رحمی میں اس قدر تاثیر رکھی ہے کہ نافرمان اور برے لوگ بھی اگر صلہ رحمی کریں تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے دنیا میں ان کے مال و دولت اور تعداد میں اضافہ کر دیتے ہیں اور اس پر درج ذیل حدیث شریف دلالت کرتی ہے:

«رَوَى الامَامُ ابْنُ حِبَّانَ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ' قَالَ: اِنَّ اَعْجَلَ الطَّاعَۃِ ثَوَابًا صِلَۃُ الرَّحِمِ' حَتّٰی اِنَّ اَھْلَ بَیْتٍ لِیَکُوْنُوْا فَجَرَۃً' فَتَنْمُوْ اَمْوَالُھُمْ' وَیَکْثُرُ عَدَدُھُمْ اِذَا تَوَاصَلُوْا' وَ مَا مِنْ اَھْلِ بَیْتٍ یَتَوَاصَلُوْنَ فَیَحْتَاجُوْنَ» (۲)

۱- الأدب المفرد ص ۳۷

۲- الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ۲/۱۸۲-۱۸۳

شیخ شعیب الارناؤط نے مختلف شواہد کی بنا پر اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے-(ملاحظہ ہو: ھامش الاحسان ۲/۱۸۳-۱۸۴)

امام ابن حبان حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''تمام نیکیوں میں سب سے زیادہ جلدی ثواب صلہ رحمی کا ملتا ہے۔ یہاں تک کہ جب کسی برے اور نافرمان گھرانے کے لوگ صلہ رحمی کرتے ہیں تو ان کے مالوں میں افزائش اور تعداد میں اضافہ ہوتا ہے' کسی بھی صلہ رحمی کرنے والے کنبے کے لوگ محتاج نہیں ہوتے۔''

۳: صلہ رحمی کس چیز کے ساتھ کی جائے؟

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ صلہ رحمی صرف مال کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ یہ صلہ رحمی کا ادھورا اور ناقص تصور ہے۔ صلہ رحمی کا دائرہ اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ اعزہ واقارب کو خیر پہنچانے اور ان سے شر دور کرنے کی غرض سے کوشش کرنے کا نام صلہ رحمی ہے' خواہ یہ مال کے ساتھ ہو یا کسی اور ذریعے سے۔ امام ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں: ''صلہ رحمی مال کے ذریعے سے' ضرورت کے وقت تعاون کرنے سے' مصیبت دور کرنے کے لیے کوشش کرنے سے' خندہ پیشانی سے ملاقات کرنے سے اور دعا کے ذریعے سے ہوتی ہے۔

صلہ رحمی کا جامع مفہوم یہ ہے: مقدور بھر خیر پہنچانا اور حتی الامکان شر کو دور کرنا۔'' (۱)

۴: نافرمان اور برے لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی کی کیفیت و طریقہ:

نافرمان اور برے لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی کی کیفیت اور طریقے کے متعلق بہت سے لوگ غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں' ان کی نظر میں ایسے لوگوں سے صلہ رحمی کا مفہوم یہ ہے کہ ان سے دوستانہ تعلقات استوار کیے جائیں' ان کی

۱- ماخوذاز تحفۃ الاحوذی ۶/ ۳۰

مجلسوں میں شریک ہو کر ان کا ہم نوالہ و ہم پیالہ بنا جائے' ان کی نافرمانیوں اور سیاہ کاریوں کا مشاہدہ کرنے کے باوجود ان کے ساتھ مداہنت اور منافقت کی پالیسی اختیار کی جائے' ان کی برائیوں اور بدمعاشیوں پر اللہ تعالیٰ کے لیے غضب ناک ہونے اور انہیں روکنے ٹوکنے کی بجائے جھوٹے دانت نکال کر ان کی ہاں میں ہاں ملائے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی کے اس طرزِ عمل کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

شاید کسی کے دل میں یہ سوال پیدا ہو کہ اسلام نے برے اور نافرمان رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنے سے تو نہیں روکا۔

اس کے جواب میں ہم عرض کریں گے کہ اسلام نے نہ صرف برے اور نافرمان رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنے سے نہیں روکا بلکہ کافروں کے ساتھ بھی احسان کرنے کی اجازت دی ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں :

﴿لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ﴾[1]

"جو لوگ (کافروں میں سے) دین کے متعلق تم سے نہیں لڑے اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے انہوں نے نکالا' ان سے بھلائی اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں منع نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

اور اس بات پر حضرت اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جس میں آیا ہے کہ انہوں نے اپنی مشرکہ ماں کی آمد پر آنحضرت ﷺ سے دریافت کرتے ہوئے عرض کی :

۱- سورۃ الممتحنہ / ۸

اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ وَھِیَ رَاغِبَۃٌ اَفَاَصِلُ اُمِّیْ؟ قَالَ ﷺ:
((نَعَمْ، صِلِی اُمَّكِ")) (۱)

میری والدہ آئی ہے اور وہ چاہتی ہے کہ میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں۔ کیا میں اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہاں، اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔"

لیکن قابل توجہ بات یہ ہے کہ کافروں اور نافرمانوں کے ساتھ احسان کرنے کے معنی ان سے دوستانہ تعلقات استوار کرنا یا ان کی مجالس میں شرکت کر کے ان کا ہم نوالہ و ہم پیالہ بنانا یا ان کی طغیانی و سرکشی کو دیکھنے کے باوجود ان کے ساتھ مداہنت اور منافقت کی پالیسی اختیار کرنا تو قطعاً جائز نہیں۔

کافروں اور نافرمانوں کے ساتھ احسان کرنا اور ان کے ساتھ دلی دوستی و محبت رکھنا دو الگ الگ باتیں ہیں۔ جس اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ حسن سلوک کی اجازت دی ہے، اسی اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسولِ کریم ﷺ کے نافرمانوں کے ساتھ دلی محبت کرنے سے روکا ہے۔

اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَ ھُمْ اَوْ اَبْنَآءَ ھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ﴾ (۲)

"جو لوگ اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن (آخرت) پر یقین رکھتے ہیں ان کو تو (ایسا) نہ دیکھے گا کہ وہ ان لوگوں سے دوستی رکھیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں، گو وہ ان کے باپ دادا ہوں یا بیٹے ہوں

۱- صحیح البخاری ۵/ ۲۳۳

۲- سورۃ المجادلہ/ ۲۲

یا بھائی ہوں یا کنبے والے ہوں۔"

امام رازی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "جس سینے میں ایمان ہو' اس میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی محبت نہیں ہو سکتی کیونکہ جب آدمی کسی سے محبت کرتا ہے تو پھر اس کے دشمنوں سے محبت نہیں کرتا۔" (۱)

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے اسی آیتِ کریمہ سے قدریہ فرقے کے لوگوں کے ساتھ دشمنی وعداوت رکھنے اور ان سے قطع تعلق پر استدلال کیا ہے۔(۲)

امام قرطبی رحمتہ اللہ علیہ' امام مالکؒ کے استدلال پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "سب ظلم وزیادتی کرنے والے قدریہ فرقے کے لوگوں کے ساتھ کیے جانے والے سلوک کے مستحق ہیں۔" (کہ ان کے ساتھ عداوت رکھی جائے اور ان سے قطع تعلق کیا جائے) (۳)

حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں: "وہ (اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والے) اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول کریم ﷺ کے نافرمانوں سے دوستی نہیں رکھتے' خواہ وہ ان کے اعزہ و اقارب ہی کیوں نہ ہوں۔" (۴)

نافرمان اور برے رشتہ داروں کے ساتھ حقیقی اور سچی صلہ رحمی تو یہ ہے کہ

۱- تفسیر کبیر ۲۹/۲۷۶ نیز ملاحظہ ہو: فتح القدیر ۵/۲۷۲

۲- ملاحظہ ہو: احکام القرآن لابن العربی ۴/۱۷۶۳ و تفسیر القرطبی ۱۷/۳۰۷

۳- مرجع سابق ۱۷/۳۰۷ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر التحریر والتنویر ۲۶/۸۰

۴- تفسیر ابن کثیر ۴/۳۴۷

ان کو نیکی کی راہ پر لانے اور چلانے اور برائی سے ہٹانے اور بچانے کے لیے بھرپور جدوجہد اور سعی و کوشش کی جائے۔ یہ رشتہ دار نیکی کی راہ کو چھوڑ کر اور بدی کی راہ پر چل کر درحقیقت جہنم کی آگ سے قریب تر ہو رہے ہیں اور یہ کہاں کی صلہ رحمی ہے کہ عزیز و قریبی تو جہنم کی آگ کا ایندھن بننے کا شعوری یا لاشعوری طور پر سامان کر رہا ہو اور اس کا رشتہ دار خاموش تماشائی بنا کھڑا رہے۔ ایسا خاموش تماشائی صلہ رحمی کرنے والا نہیں بلکہ قطع رحمی کرنے والا ہے۔

یہی بات ذرا ایک مثال سے سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ کسی کی والدہ، بہن، بیٹی یا بیوی یا کوئی اور رشتہ دار باورچی خانے میں ہو اور یکایک باورچی خانے میں آگ بھڑک اٹھے، کیا اپنے عزیز و قریبی سے صلہ رحمی کرنے والا اس بات کو برداشت کرے گا کہ اس کی والدہ، بہن، بیٹی، بیوی یا اور کوئی عزیز باورچی خانے میں بھڑکتی ہوئی آگ میں جل کر راکھ ہو جائے اور وہ خاموشی سے تماشا دیکھتا رہے؟

اگر صلہ رحمی کرنے والا اپنے رشتہ دار کو دنیا کی آگ سے بچانے کے لیے پوری جدوجہد کرنا ضروری سمجھتا ہے تو وہ کس طرح اپنے عزیز کو جہنم کی آگ سے بچانے میں غفلت اور چشم پوشی کر سکتا ہے؟

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ نافرمان اور برے رشتہ داروں کو نیکی کی راہ پر لانے اور بدی کی راہ سے بچانے کے لیے اگر ان سے بائیکاٹ ضروری ہو تو ان کا بائیکاٹ کرنا ہی صلہ رحمی ہے اور اس حالت میں ان سے دوستی اور محبت کا تعلق رکھنا قطع رحمی ہے۔

امام ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں:

''اگر رشتہ دار کافر یا نافرمان ہوں تو اللہ تعالیٰ کی خاطر ان سے قطع تعلق کرنا ہی صلہ رحمی ہے، البتہ یہ قدم اٹھانے سے پہلے انہیں سمجھانے کی بھرپور کوشش

کرے اور ان پر وعظ و نصیحت کے بے اثر ہونے کی صورت میں انہیں آگاہ کر دے کہ نافرمانی پر ان کے اصرار کی وجہ سے وہ ان سے قطع تعلق کر رہا ہے اور پھر قطع تعلقی کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا رہے کہ وہ انہیں راہ حق کی طرف پلٹا دیں۔" (١)

***

١- ماخوذ از تحفۃ الاحوذی ٦/ ٣٠

------ ۷ ------

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا

رزق کے اسباب میں سے ایک سبب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ اس موضوع کے متعلق گفتگو ان شاء اللہ العزیز درج ذیل دو عنوانوں کے تحت ہو گی۔

ا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا مفہوم

۲: اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے باعثِ رزق ہونے کے دلائل

ا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا مفہوم:

شیخ ابن عاشور آیتِ کریمہ ﴿وَمَآ اَنفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ﴾[1] کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں: ''خرچ کرنے سے مراد ایسا خرچ کرنا ہے جو دین کی رو سے پسندیدہ ہو' جیسے فقیروں پر خرچ کرنا' دین کی نصرت و تائید کی خاطر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا۔''[2]

۲: اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے باعثِ رزق ہونے کے دلائل:

قرآنِ کریم اور سنتِ مطہرہ میں متعدد آیاتِ کریمہ اور احادیثِ شریفہ میں واضح طور پر یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جو شخص دنیا میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اس کو اخروی اجر و ثواب کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی اس کا بدلہ وصلہ دیا جاتا ہے۔ قرآن و سنت میں اس بارے میں وارد شدہ دلائل میں سے چند مندرجہ

۱۔ سورۃ سبا / ۳۹ (ترجمہ: اور تم لوگ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) جو خرچ کرو' وہ اس کا بدلہ دے گا)

۲۔ تفسیر التحریر و التنویر ۲۲ / ۲۲۱

ذیل ہیں :

۱ :

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں :

﴿وَمَآ اَنفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهُ وَ هُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ﴾ (۱)

"اور تم لوگ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) جو خرچ کرو' وہ اس کا بدلہ دے گا اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔"

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں : اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے خرچ کرنے کا تمہیں حکم دیا اور اجازت مرحمت فرمائی ہے اس میں سے جو بھی تم خرچ کرو گے وہ تمہیں اس کا بدلہ دنیا میں اور اجر و ثواب آخرت میں عطا فرمائیں گے جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے ...... (۲)

امام رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں : اللہ تعالیٰ کا ارشادِ عالی ﴿وَمَآ اَنفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهُ﴾ رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے ارشادِ گرامی : "مَا مِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ ......" الحدیث (۳) کی تصدیق کرتا ہے۔

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو کہ عظمت و رفعت والے بادشاہ' خزانوں کے مالک اور کائنات سے بے نیاز ہیں' جب انہوں نے فرمایا : "خرچ کرو اور اس کا بدلہ میرے ذمہ ہے" تو ان کے اپنے وعدے کی وجہ سے بدل کا عطا کرنا ان پر لازم ہوا جیسا کہ وہ خود فرمائیں : "اپنے ساز و سامان کو سمندر میں پھینک دو اور مجھ پر اس کی ذمہ داری ہے۔"

۱- سورۃ سبا/۳۹

۲- تفسیر ابن کثیر ۳/۵۹۵' نیز ملاحظہ ہو : تفسیر التحریر والتنویر جس میں ہے "آیت کریمہ کے الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ خرچ شدہ مال کا بدل دنیا و آخرت دونوں میں ہے۔" (۲۲/۲۲۱)

۳- حدیث کا مکمل متن اور ترجمہ اسی کتاب کے صفحہ ۶۸ پر ملاحظہ ہو۔

پس جس نے (فی سبیل اللہ) خرچ کیا اس نے (خرچ شدہ مال کا) بدل پانے کی شرط کو پورا کیا اور جس نے خرچ نہ کیا یقیناً اس کا مال فنا ہو گا- مال کا بدل ملنے کی جو شرط تھی وہ اس نے پوری نہ کی لہٰذا اس کا مال بدل ملے بغیر ختم ہو جائے گا-(۱)

اس بات کی مزید وضاحت امام رازی ایک مثال سے کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"ایک تاجر کو علم ہے کہ اس کے مالوں میں سے ایک مال خراب و برباد ہو جانے والا ہے- وہ اس مال کو ادھار بھی فروخت کر دے گا اگرچہ خریدار فقیر ہی کیوں نہ ہو- وہ کہے گا کہ مال کی بربادی کی بجائے کچھ عرصہ ٹھہر کر اس کا معاوضہ وصول کر لینا بہتر ہے- اگر اس نے وہ مال ادھار فروخت نہ کیا اور وہ برباد ہو گیا تو سب کہیں گے کہ اس نے غلطی کی اور اگر ادھار مال فروخت کرنے کی صورت میں مالدار ضامن مل رہا ہو اور وہ پھر بھی مال فروخت نہ کرے اور مال برباد ہو جائے تو اس کو دیوانہ قرار دیا جائے گا-" (۲)

امام رازی مزید فرماتے ہیں :

"یہ طرزِ عمل اختیار کرنے والے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہ خرچ کرنے والے) اس بات سے غافل ہیں کہ ان کی یہ پالیسی دیوانگی کے قریب ہے- ہمارے سارے مال یقیناً ختم ہونے والے ہیں اور اہل و عیال پر خرچ کرنا قرض دینا ہے اور اس قرض کی واپسی کے ضامن عظمتوں کے مالک اللہ تعالیٰ ہیں جنہوں نے فرمایا ہے :

﴿وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ﴾

"اور تم لوگ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) جو کچھ خرچ کرو' وہ اس کا بدلہ دے گا"

پھر یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے پاس کچھ نہ کچھ زمین' باغ' چکی' حمام یا کوئی نہ کوئی منفعت بخش چیز بطور گروی رکھی ہے' کیونکہ ہر شخص کا کوئی نہ

۱- التفسیر الکبیر ۲۵/ ۲۶۳

۲- مرجع سابق ۲۵/ ۲۶۳

کوئی ذریعہ معاش ہے اور یہ سب چیزیں تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور انسان کو عاریتاً دی گئی ہیں گویا کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے جو رزق عطا فرمانے کی ذمہ داری لی ہے' اس کے لیے بطور رہن ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق ملنے کا یقینِ کامل ہو جائے' لیکن اس سب کچھ کے باوجود انسان (بہت سے لوگ) اپنے مال کو (اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق) خرچ نہیں کرتے اور اجر و ثواب اور قدر افزائی سے محروم ہوتے ہوئے اس کو تباہ و برباد ہونے دیتے ہیں۔" [1]

تنبیہ: مذکورہ بالا آیت کریمہ میں ایک انتہائی قابل توجہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لیے بدل عطا فرمانے کا جو وعدہ فرمایا ہے' اس کی پختگی کے لیے درج ذیل تین تاکیدات استعمال فرمائی ہیں:

۱: بیانِ وعدہ کے لیے شرطیہ صیغہ استعمال فرمایا۔

۲: شرط کی جزا بیان کرنے کے لیے جملہ اسمیہ استعمال فرمایا۔

۳- جملہ اسمیہ جزائیہ میں مبتدا کو خبر فعلی پر مقدم کیا گیا۔

اور یہ تینوں تاکیدات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا وعدہ پورا کرنے کا کتنا شدید اہتمام ہے [2] اور اللہ تعالیٰ تو وہ ہیں کہ ان کا وعدہ تاکید کے بغیر بھی ہو تو اس کے پورا ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

﴿وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ﴾ [3]

"اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہے؟"

ب:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

۱- التفسیر الکبیر ۲۵/۲۶۳

۲- ملاحظہ ہو: تفسیر التحریر و التنویر ۲۲/۲۲۱

۳- سورہ توبہ /۱۱۱

﴿الشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلاً وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾(۱)

"شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخششوں اور مہربانی کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فراخی والا جاننے والا ہے۔"

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: "دو باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور دو شیطان کی طرف سے ﴿الشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ﴾(۲) وہ کہتا ہے: اپنا مال خرچ نہ کرو، اس کو اپنے پاس سنبھالے رکھو کہ تمہیں اس کی ضرورت ہوگی ﴿وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ﴾(۳) اور وہ تمہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔"

﴿وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلاً﴾ یعنی اللہ تعالیٰ گناہوں کی معافی کا تم سے اپنی طرف سے وعدہ فرماتے ہیں۔(وفضلا) اور رزق میں اضافے کا۔" (۴)

آیتِ کریمہ کی تفسیر میں قاضی ابن عطیہ فرماتے ہیں: "مغفرت سے مراد دنیا و آخرت میں بندوں کی ستر پوشی ہے اور فضل سے مراد دنیا میں رزق کا میسر ہونا، اس میں کشادگی اور وسعت کا نصیب ہونا اور آخرت میں نعمتوں کا حاصل ہونا ہے اور ان سب باتوں کا اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے۔" (۵)

۱- سورۃ البقرہ /۲٦۸

۲- شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے۔

۳- اور وہ تمہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔

۴- تفسیر الطبری ۵/ ۵۷۱ نیز ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر ۷/ ٦۵، تفسیر الخازن ۱/ ۲۹۰ اور اس میں ہے: "مغفرت سے آخرت کے فوائد کی طرف اشارہ ہے اور (فضلا) سے دنیا میں ملنے والے فوائد و ثمرات اور خرچ شدہ مال کے بدل کی طرف اشارہ ہے۔"

۵- المحرر الوجیز ۲/ ۳۲۹

امام ابن قیم الجوزیہ آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”بندے کے خرچ کرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی معافی کا وعدہ فرماتے ہیں اور فضل عطا فرمانے کا یقین دلاتے ہیں کہ اس نے جو خرچ کیا' اس سے کئی گنا زیادہ دنیا میں یا دنیا و آخرت دونوں میں عطا فرمائیں گے۔“ (١)

ج:

رَوَی الإمَامُ مُسْلِمُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یبلغ بِهِ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللهُ تَبارَكَ وَ تَعَالَی: "یَا ابْنَ آدمَ اَنْفِقْ اُنْفِقُ عَلَیْكَ)) (٢)

امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ابن آدم! تو خرچ کر' میں تجھ پر خرچ کروں گا۔“

اللہ اکبر! راہِ ربِ قدوس میں خرچ کرنے والے کے لیے کتنی قطعی ضمانت اور حتمی گارنٹی ہے!

رزق کے حصول کا کتنا سہل' آسان اور یقینی طریقہ ہے!

بندہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے اور وہ اس پر خرچ کریں اور جب فقیر' حقیر' مسکین اور محتاج بندہ ان کی راہ میں اپنی بساط کے مطابق خرچ کرے گا تو وہ خزانوں کے مالک' شاہوں کے شاہ' قدردان اللہ اس پر اپنی کبریائی' عظمت اور شان کے مطابق خرچ کریں گے۔

١- التفسیر القیم ص١٦٨ نیز ملاحظہ ہو: فتح القدیر ١/٣٨٤ اور اس میں ہے (فضل) سے مراد یہ ہے کہ ان کے خرچ شدہ مال کے عوض اللہ تعالیٰ اس سے بہتر عطا فرمائیں گے دنیا میں ان کے رزق میں کشادگی اور آخرت میں ایسی نعمتیں عطا فرمائیں گے جو دنیا میں خرچ شدہ مال سے اعلیٰ' زیادہ' بلند و بالا اور شاندار ہونگی۔

٢- صحیح مسلم ٢/٦٩٠-٦٩١

امام نووی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اللہ عزو جل کا ارشاد گرامی ((اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ)) آیت کریمہ ﴿وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ﴾ ہی کی تفسیر ہے اور اس میں نیکی کی راہوں میں خرچ کرنے کی ترغیب ہے اور اس بات کی بشارت ہے کہ ان کی راہ میں خرچ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہترین بدل پائے گا۔ (۱)

د:

رَوَى الاِمَامُ الْبُخَارِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلاَّ وَ مَلَكَانِ يَنْزِلاَنِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَ يَقُوْلُ الآخَرُ: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا)) (۲)

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر دن جس میں لوگ صبح کرتے ہیں، دو فرشتے اترتے ہیں۔ ایک ان میں سے دعا کرتے ہوئے کہتا ہے: ''اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بہتر بدل عطا فرما۔'' اور دوسرا التجا کرتا ہے: ''اے اللہ! جو خرچ نہ کرے اس کا مال تلف فرما۔''

اس حدیث شریف میں جناب نبی کریم ﷺ نے امت کو اس بات کی خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے لیے ہر صبح فرشتہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ اس کو خرچ شدہ مال کا خلف عطا فرمادیں، اور خلف سے مراد جیسا کہ ملا علی قاری نے بیان کیا ہے، عظیم اور اچھا بدل ہے یا اس سے مراد دنیا میں عوض اور آخرت میں صلہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشادِ گرامی میں ہے:

۱- شرح النووی ۷/ ۷۹

۲- صحیح البخاری ۳/ ۳۰۴

﴿وَمَآ اَنفَقتُمْ مِّنْ شَیْءٍ﴾[۱] اور یہ بھی معلوم ہے کہ فرشتوں کی دعا بارگاہِ الٰہی میں قبول کی جاتی ہے۔[۲] کیونکہ وہ ان کی اجازت کے بغیر کسی کے لئے دعا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلاَ یَشْفَعُوْنَ اِلاَّ لِمَنِ ارْتَضٰی وَھُمْ مِّنْ خَشْیَتِہٖ مُشْفِقُوْنَ﴾[۳]

''اور وہ (فرشتے) کسی کی سفارش نہیں کر سکتے مگر جس کے لیے وہ (اللہ تعالیٰ) پسند کرے اور وہ اس کے جلال سے ڈر رہے ہیں۔''

۵:

رَوَی الاِمَامُ الْبَیْھَقِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اَنْفِقْ یَا بِلاَلُ! وَلاَ تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلاَلاً))[۴]

امام بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اے بلال! خرچ کرو اور عرش والے سے تنگی کا اندیشہ نہ رکھو۔''

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے لیے رزق کے ملنے کی کتنی

۱- ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح ۴/۳۶۶

سید محمد رشید رضا کہتے ہیں: ''میرے نزدیک اس دعا کا معنی یہ ہے کہ سنن الٰہیہ میں سے یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ کرنے والے کے لئے اسباب رزق کو آسان و سہل کر دیتے ہیں، دلوں میں اس کی عظمت جما دیتے ہیں اور بخیل ان باتوں سے محروم رہتا ہے۔'' (تفسیر المنار ۴/۴۷)

۲- ملاحظہ ہو: عمدۃ القاری ۸/۳۰۷

۳- سورۃ الانبیاء /۲۸

۴- رواہ البیھقی فی شعب الایمان- ملاحظہ ہو مشکوٰۃ المصابیح ۱/۵۹۰-۵۹۱- محدثین نے اس حدیث کو ثابت قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو مجمع الزوائد ۳/۱۲۶، و کشف الخفاء و مزیل الالباس ۱/۲۴۳-۲۴۴ و تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ ۲/۱۹ و ھامش مشکوٰۃ المصابیح للشیخ الالبانی ۱/۵۹۱

مضبوط اور پکی ضمانت ہے!

کیا یہ ممکن ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے' عرشِ عظیم کے رب اس کو بے یار و مددگار چھوڑ دیں اور وہ تنگ دستی و فقر کا شکار ہو جائے؟ رب ذوالجلال کی عزت کی قسم! ایسا ہرگز ممکن نہیں۔

ملا علی قاری حدیث کی شرح میں تحریر کرتے ہیں: ''کیا تجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ آسمان سے زمین کا نظام چلانے والے رب تجھے ضائع کر دیں گے؟ کیا تمہیں اس بات کا خطرہ ہے کہ جن کی رحمت آسمان و زمین کے سب مکینوں کو خواہ وہ ان کے ماننے والے ہوں یا انکار کرنے والے' پرند ہوں یا چرند' سب ہی کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے' تجھے مایوس کریں گے اور تیرے رزق کو کم کریں گے؟'' (۱)

و:

حدیث' سیرت' تراجم اور تاریخ کی کتابوں میں کتنے واقعات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کو دنیا ہی میں بہترین بدلہ عطا فرمایا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایک واقعہ پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں:

رَوَی الاِمَامُ مُسْلِمُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((بَیْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْاَرْضِ' فَسَمِعَ صَوْتًا فِی سَحَابَةٍ: اِسْقِ حَدِیْقَةَ فُلَانٍ– فَتَنَحَّی ذٰلِكَ السَّحَابُ' فَاَفْرَغَ مَاءَهُ فِیْ حَرَّةٍ' فَاِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَاءَ کُلَّهُ فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِیْ حَدِیْقَتِهِ یُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ' فَقَالَ لَهُ: ''یَا

۱- مرقاۃ المفاتیح ۳۸۹/۴

عَبْدَاللهِ! مَا اسْمُكَ؟" قَالَ: "فُلَانٌ" لِلاسْمِ الَّذِيْ سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهُ: "يَا عَبْدَاللهِ! لِمَ تَسْأَلُنِيْ عَنِ اِسْمِيْ؟" فَقَالَ: "اِنِّيْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِيْ هٰذَا مَاؤُهُ يَقُوْلُ: اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ: لاسْمِكَ فَمَا تَصْنَعُ فِيْهَا؟" قَالَ: "اَمَّا اِذَا قُلْتَ هٰذَا، فَاِنِّي اَنْظُرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ، وَ اٰكُلُ اَنَا وَ عِيَالِيْ ثُلُثًا وَ اَرُدُّ فِيْهَا ثُلُثَهُ)) (۱)

امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب ایک شخص ایک بے آب و گیاہ کھلی جگہ میں تھا، اس نے بادل سے آواز سنی: "فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کرو-" بادل نے سیاہ پتھروں والی زمین کا رخ کیا اور وہاں برسا- پانی کے ایک نالے نے بادل کے سارے پانی کو اپنے اندر سمو لیا- وہ آدمی پانی کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا- اس نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا کدال سے آنے والے پانی کو باغ میں داخل کر رہا ہے- اس نے کدال والے شخص سے پوچھا: "اے بندۂ رب! تمہارا نام کیا ہے؟" اس نے جواب میں کہا: فلاں! اور وہ وہی نام تھا جو اس نے بادل میں سنا تھا-

باغ والے نے اس سے کہا: "اے بندۂ رب! تم نے میرے نام کے متعلق کیوں دریافت کیا ہے؟"

کہنے لگا: "جس بادل کا یہ پانی ہے میں نے اس میں ایک آواز سنی تھی: "فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کرو-"

۱- صحیح مسلم ۴/ ۲۲۸۸

اور وہ نام تیرا ہی نام تھا۔ تو اس باغ میں کیا عمل کرتا ہے؟ اس نے جواب میں کہا: ''تو نے جب یہ بات مجھے بتلائی ہے (تو میں بھی تمہیں اپنی بات بتلا دیتا ہوں) میرا طریقہ یہ ہے کہ اس باغ کی پیداوار کا ایک تہائی حصہ بطور خیرات تقسیم کر دیتا ہوں' ایک تہائی میں اور میرے گھر والے کھا لیتے ہیں اور ایک تہائی باغ کی ترقی کے لیے اس پر خرچ کر دیتا ہوں''

اور ایک دوسری روایت میں ہے: ''ایک تہائی مسکینوں' سوال کرنے والوں اور مسافروں کو دے دیتا ہوں۔'' (۱)

امام نووی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث سے صدقہ کرنے' مسکینوں اور مسافروں کے ساتھ احسان کرنے' اپنی کمائی سے خود کھانے اور گھر والوں پر خرچ کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔'' (۲)

حاصل کلام یہ کہ رزق کی چابیوں میں سے ایک چابی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ اللہ رب العزت اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کو دنیا میں اس سے کہیں زیادہ عطا فرماتے ہیں اور آخرت کا اجر و ثواب اس سے الگ ہے۔

❋ ❋ ❋

۱- صحیح مسلم ۴/ ۲۲۸۸

۲- شرح النوی ۱۸/ ۱۱۵

------ ٨ ------

شرعی علوم کے حصول کیلئے وقف ہونے والوں پر خرچ کرنا

رزق کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو علوم شرعیہ کے حاصل کرنے کے لیے وقف کر دیں' ان پر خرچ کیا جائے- اس بات کی دلیل درج ذیل حدیث شریف ہے :

رَوَی الاِمَامَان الترمذی والحاکم عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ اَخَوَانِ عَلٰی عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ' فَكَانَ اَحَدُهُمَا یَاْتِیْ النَّبِیَّ ﷺ ' وَالآخَرُ یَحْتَرِفُ' فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ' فَقَالَ: "لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهِ")) (١)

امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں دو بھائی تھے- ایک علم کے حصول کے لئے جناب نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتا اور دوسرا حصول معاش کے لیے سعی و کوشش کرتا- حصول معاش کے لیے جدوجہد کرنے والے نے اپنے بھائی کی شکایت جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کی- آپ ﷺ نے فرمایا: "شاید کہ تمہیں رزق اسی کی وجہ سے دیا جارہا ہے-"

اس حدیث شریف میں جناب نبی کریم ﷺ نے حصولِ رزق کے لیے

١- جامع الترمذی ٧/ ٨ (الفاظ جامع الترمذی ہی کے ہیں) والمستدرك علی الصحیحین ١/ ٩٣-٩٤ امام حاکم' حافظ ذہبی اور شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو: المستدرك ١/ ٩٤ والتلخیص ١/ ٩٤ وصحیح سنن الترمذی ٢/ ٢٧٤)

جدوجہد کرنے والے کو جو حصولِ علم میں مشغول اپنے بھائی کی شکایت لے کر آیا' یہ بات سمجھائی کہ اپنے بھائی پر خرچ کر کے اس کا احسان جتلانا درست نہیں-وہ تو یہ خیال کر رہا ہے کہ وہ محنت و مشقت کر کے کما رہا ہے اور اس کا بھائی صرف کھا رہا ہے-لیکن شاید کہ جو رزق اس کو میسر آ رہا ہے' اس کی اصل وجہ حصولِ علم میں مشغول بھائی ہی ہو-

ملا علی قاری جناب رسولِ کریم ﷺ کے قول مبارک ((لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهِ)) کی شرح کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: ''((ترزق)) صیغہ مجہول ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ مجھے امید ہے یا اندیشہ ہے کہ تجھے رزق ملنے کا سبب تیری ہنرمندی یا کاریگری نہیں بلکہ تجھے تو اپنے طلبِ علم میں مشغول بھائی کی برکت کی وجہ سے رزق مل رہا ہے' لہٰذا تو اس پر خرچ کرنے کا احسان نہ جتلا-''(۱)

علامہ طیبی فرماتے ہیں: آپؐ کے قول شریف ((لَعَلَّكَ)) میں وارد شدہ لعل کے بارے میں دو احتمال ہیں-ایک یہ کہ اس کا تعلق جناب رسولِ کریم ﷺ سے ہو تو یہ قطعیت اور ڈانٹ اور سرزنش پر دلالت کرتا ہے جس طرح ایک دوسری حدیث شریف میں ہے:

((فَهَلْ تُرْزَقُوْنَ اِلاَّ بِضُعَفَائِكُمْ))(۲)

''تمہیں فقط تمہارے کمزوروں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے-''

دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس کا تعلق مخاطب سے ہو تاکہ اسے غور و فکر کی ترغیب دے کر عدل و انصاف پر آمادہ کیا جائے-(۳)

۱- مرقاۃ المفاتیح ۹/۱۷۱
۲- مکمل حدیث شریف ص ۷۷ پر ملاحظہ ہو-
۳- مرقاۃ المفاتیح ۹/۱۷۱

بعض علمائے امت نے یہ بھی فرمایا ہے[1] کہ علم شرعی کے حصول کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنے والے درج ذیل آیت کریمہ میں مذکور لوگوں میں شامل ہیں :

﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللهِ لاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لاَ يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾[2]

''خیرات ان محتاجوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کے لیے یا دین کا علم حاصل کرنے کے لیے) بند کیے گئے ہیں- زمین میں سفر نہیں کر سکتے- جو ان کا حال نہیں جانتا' وہ انہیں ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے مال دار سمجھتا ہے- تو ان کا چہرہ دیکھ کر ان کو پہچان لیتا ہے- لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے اور تم جو مال بطور خیرات خرچ کرو' پس تحقیق اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا ہے-''

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں : ''اپنے صدقات ایسے لوگوں تک پہنچانے کا اہتمام کرنا چاہئے جن کی وجہ سے صدقات کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو جیسے اہل علم پر صدقات خرچ کرنا' کیونکہ اس سے ان کو حصولِ علم میں مدد ملے گی اور اگر نیت درست ہو تو علم سب سے اعلیٰ عبادت ہے- امام عبداللہ بن مبارک اپنی خیرات اہل علم ہی کو دیتے- جب ان سے کہا گیا : ''آپ اپنی خیرات کی تقسیم میں دوسرے لوگوں کو بھی شامل کر لیجئے-'' تو فرمانے لگے : ''میں منصب نبوت کے بعد کسی ایسے منصب کو نہیں جانتا جو علماء کے منصب سے اعلیٰ و افضل ہو-''

۱- ملاحظہ ہو : تفسیر المنار ۳/ ۸۸

۲- سورۃ بقرۃ / ۲۷۳

اگر علماء میں سے کسی کا دل اپنی حاجت و ضرورت پورے کرنے میں مشغول ہو گیا تو نہ وہ علم کے لئے فارغ ہو گا اور نہ علم سیکھنے کے لئے پیش قدمی کرے گا۔ ان کو علم کے حصول کی خاطر فارغ کرنا افضل ہے۔"[1]

خلاصہ کلام یہ کہ جو شخص رزق کے حصول کا خواہش مند ہو وہ اپنا مال ان لوگوں پر خرچ کرے جو علم شرعی حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو وقف کر چکے ہوں۔

❋ ❋ ❋

۱- ماخوذ از تفسیر القاسمی ۳/۲۵۰

------ ۹ ------

کمزوروں کے ساتھ احسان کرنا

حصولِ رزق کے اسباب میں سے ایک سبب کمزور' ناتواں' بے آسرا اور بے سہارا لوگوں کے ساتھ احسان کرنا ہے- اس بات پر درج ذیل حدیث شریف دلالت کرتی ہے :

رَوَی الاِمَامُ الْبُخَارِیُّ عَنْ مَصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: ((رَأَی سَعْدٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ لَہُ فَضْلاً عَلَی مَنْ دُوْنَہُ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَ تُرْزَقُوْنَ اِلاَّ بِضُعَفَائِكُمْ")) (۱)

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ انہیں اپنے سے کمزور لوگوں پر برتری حاصل ہے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تمہاری مدد صرف تمہارے کمزوروں کی وجہ سے کی جاتی ہے اور انہی کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے-"

پس جو شخص یہ پسند کرے کہ دشمنوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ اس کی نصرت و تائید فرمائیں اور رزق کے دروازے اس پر کھول دیں تو وہ کمزور' ناتواں' ضعیف' بے آسرا اور بے سہارا مسلمانوں کی عزت و تکریم کرے اور ان کے ساتھ بھلائی اور احسان کا سلوک روا رکھے-

۱- صحیح البخاری ۱۴/ ۱۷۹ (المطبوع مع عمدۃ القاری)

ایک اور حدیث شریف میں جناب نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ جو شخص انہیں راضی اور خوش کرنا چاہے وہ امت کے کمزور لوگوں کے ساتھ احسان کرے اور وہ حدیث پاک درج ذیل ہے:

رَوَی الاَئِمَّةُ اَحْمَدُ وَ اَبُودَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: ((**ابْغُونِیْ فِیْ ضُعَفَائِکُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَ تُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ**)) (۱)

حضرات ائمہ احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان اور حاکم حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "میری رضا اپنے کمزور لوگوں کے ساتھ احسان کرکے حاصل کرنے کی کوشش کرو، کیونکہ تمہیں اپنے کمزور و ضعیف لوگوں کی وجہ سے رزق اور نصرت ملتی ہے۔"

ملا علی قاری جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ گرامی ((**اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَائِکُمْ**)) کی شرح کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: "اپنے فقیر لوگوں کے ساتھ احسان کرکے میری خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اس سے رزق اور نصرت و تائید ملتی ہے۔" (۲)

۱۔ المسند ۵/۱۹۸، و سنن ابی داود ۷/۱۸۲، و جامع الترمذی ۵/۲۹۱ (الفاظ جامع ترمذی ہی کے ہیں)، سنن النسائی ۶/۴۵، ۴۶، و الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ۱۱/۸۵، والمستدرك علی الصحیحین ۲/۱۰۶

محدثین نے اس حدیث کو ثابت قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو جامع الترمذی ۵/۲۹۲، والمستدرك ۲/۱۰۶، و التلخیص ۲/۱۰۶، و صحیح سنن ابی داؤد ۲/۴۹۲، و صحیح سنن الترمذی ۲/۱۴۰، و صحیح سنن النسائی ۲/۶۶۹، و سلسلة الاحادیث الصحیحة ۲/۴۲۲

۲۔ ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح ۹/۸۴

جس کسی نے فقیر اور کمزور لوگوں کے ساتھ احسان کر کے اللہ رب العزت کے حبیب جناب رسول اللہ ﷺ کو راضی و خوش کیا اس پر ان کے رب رحیم و رحمٰن راضی و خوش ہوں گے۔ دشمنوں کے خلاف اس کی نصرت و اعانت فرمائیں گے اور اپنی کرم نوازی سے اس پر رزق کے دروازوں کو کھول دیں گے۔

***

-------۱۰ ------

اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنا

رزق کے اسباب میں سے ایک سبب اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنا ہے اس موضوع کے متعلق گفتگو ان شاء اللہ تعالیٰ درج ذیل دو نکتوں کے تحت ہو گی۔

۱: اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کا مفہوم

۲: اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کے رزق کا سبب ہونے کی دلیل

۱: اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کا مفہوم:

امام راغب اصفہانی نے اس کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے:

((اَلْخُرُوْجُ مِنْ دَارِالْكُفْرِ اِلَى دَارِالْاِيْمَانِ كَمَنْ هَاجَرَ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ)) (۱)

"دارالکفر سے دارالایمان کی طرف جانا' جیسا کہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی گئی۔"

ہجرت کے لئے ضروری ہے جیسا کہ سید محمد رشید رضا نے بیان فرمایا ہے کہ وہ حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہو۔ ہجرت کرنے والے کا مقصد اللہ تعالیٰ کے حکم اور مرضی کے مطابق اقامتِ دین اور اہلِ ایمان پر ظلم و زیادتی کرنے والے کافروں کے مقابلے میں مومنوں کی نصرت و تائید ہو۔ (۲)

۱- المفردات فی غریب القرآن ص ۵۳۷' نیز ملاحظہ ہو: تحریر الفاظ التنبیہ ص ۳۱۳' کتاب التعریفات ص ۲۷۷

۲- ملاحظہ ہو: تفسیر المنار ۵/۳۵۹

۲ : اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کے رزق کا سبب ہونے کی دلیل :

درج ذیل آیتِ مبارکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کے رزق کا سبب ہونے پر دلالت کرتی ہے :

﴿وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً﴾(۱)

''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا وطن چھوڑے وہ زمین میں رہنے کی بہت جگہ اور روزی میں کشادگی پائے گا-''

اس آیتِ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دنیا میں دو انعامات میسر آنے کی بشارت دی ہے-

پہلا انعام ﴿مُرٰغَمًا كَثِيْرًا﴾ اور دوسرا انعام ﴿سَعَةً﴾

اور ﴿مُرٰغَمًا كَثِيْرًا﴾ سے مراد ---- جیسا کہ امام رازیؒ نے بیان فرمایا ہے --- یہ ہے : ''اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر میں چلا جانے والا' اس شہر میں خیر و نعمت پائے گا اور یہ بات پہلے شہر والوں کے لئے ذلت و رسوائی کا سبب ہوگی' کیونکہ جب وطن چھوڑ کر جانے والے کے دوسری جگہ کے معاملات اور اس کی خبر وطن کے لوگوں کو پہنچے گی تو وہ اس کے ساتھ اپنے برے سلوک کی وجہ سے شرمندہ ہوں گے اور انہیں ذلت و رسوائی کا احساس ہوگا-(۲)

اور ﴿سَعَةً﴾ سے مراد رزق میں وسعت اور کشادگی ہے- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' امام ربیع' امام ضحاک*(۳) امام عطا(۴) اور جمہور علماے امت نے ﴿سَعَةً﴾ کی یہی تفسیر بیان فرمائی ہے-(۵)

۱- سورۃ النساء/۱۰۰

۲- التفسیر الکبیر ۱۱/۱۵' نیز ملاحظہ ہو : تفسیر القاسمی ۵/۴۰۷' وتفسیر التحریر والتنویر ۵/۱۸۰ اور اس میں ہے : ''نئی جگہ میں استقرار حاصل کرکے یہ ان لوگوں کی تذلیل کا سبب بنے جنھوں نے انہیں وطن سے نکل کر جانے پر مجبور کیا- یعنی جس طرح اس کی قوم نے اس کو کفر پر مجبور کرکے

امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ ﴿سَعَةً﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

((المعنی: سَعَةٌ مِنَ الضَّلَالَةِ اِلَی الْھُدٰی، وَ مِنَ الْعَیْلَةِ اِلَی الْغِنٰی))(۱)

"گمراہی کی تنگی کی بجائے رشد وہدایت کی وسعت اور فقر کی جگہ تونگری۔"

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : ((السَّعَةُ سَعَةُ الْبِلَادِ))

((سعة)) سے مراد شہروں کی وسعت ہے۔(۲)

امام قرطبی ان تینوں اقوال پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں : "امام مالک کی تفسیر عربی زبان کی فصاحت کے سب سے زیادہ قریب ہے' کیونکہ زمین اور ٹھکانوں کی کشادگی کی وجہ سے رزق کی فراوانی' غموں سے سینوں کی آزادی اور اسی طرح کی دیگر آسانیوں کے اسباب میسر آتے ہیں۔" (۳)

آیتِ کریمہ کی تفسیر کے متعلق مذکورہ بالا تینوں اقوال میں سے جو قول بھی لیا جائے اس میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی وجہ سے رزق کی وسعت و فراخی کا وعدہ براہ راست یا بالواسطہ موجود ہے اور اللہ رب العزت کا وعدہ حق اور سچ ہے :

گذشتہ سے پیوستہ

اپنی برتری کا اظہار کیا' اسی طرح یہ ان کی گرفت و اثرات سے ﷺ اور آزاد ہو کر ان کی ذلت و رسوائی کا سبب بنا۔"

۳- ملاحظہ ہو : تفسیر المحرر الوجیز ۴ /۲۳۸' و زاد المسیر ۲ /۱۷۹' و تفسیر القرطبی ۵ /۳۴۸

۴- ملاحظہ ہو : فتح القدیر ۱ /۷۶۴

۵- ملاحظہ ہو : زاد المسیر ۲ /۱۷۹' و روح المعانی ۵ /۱۲۷' و تفسیر المنار ۵ /۳۵۹' وایسر التفاسیر ۱۰ /۴۴۵

۱- تفسیر القرطبی ۵ /۳۴۸' نیز ملاحظہ ہو : تفسیر ابن کثیر ۱ /۵۹۷

۲- تفسیر القرطبی ۵ /۳۴۸' نیز ملاحظہ ہو : تفسیر ابن کثیر ۱ /۵۹۷

۳- تفسیر القرطبی ۵ /۳۴۸' نیز ملاحظہ ہو : روح المعانی ۵ /۱۲۷

﴿اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾[۱]

"بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

اور وہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں فرماتے:

﴿وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾[۲]

"یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے' اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

تاریخِ عالم اس وعدے کی سچائی پر دلالت کرتی ہے اور آج بھی اس وعدے کی صداقت عیاں ہے۔ تاریخِ اسلام سے معمولی واقفیت رکھنے والا شخص بھی اس بات سے بے خبر نہیں کہ جب حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ کی خاطر ہجرت کر کے مکہ مکرمہ میں اپنے اعزہ واقارب' گھروں' سازوسامان اور مال و دولت کو چھوڑا تو اللہ مالک الملک نے انہیں سرزمین شام' ایران اور یمن کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمادیں۔ شام کے سرخ محلات اور مدائن کے سفید محلات کا انہیں مالک بنایا۔ صنعا کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے اور قیصر و کسریٰ کے خزانے ان کے قدموں میں ڈھیر ہوئے۔

امام رازی رحمتہ اللہ علیہ مذکورہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ گویا کہ اس میں کہا گیا ہے: اے انسان! اگر تو وطن سے ہجرت اس خدشے کی وجہ سے ناپسند کرتا ہے کہ تجھے پردیس کی مشقتوں اور مصیبتوں کو جھیلنا پڑے گا تو تُو اس اندیشے کو اپنے دل و دماغ سے نکال

۱- سورہ یونس /۵۵

۲- سورۃ الروم / ٦

دے۔ جہاں تو ہجرت کر کے جائے گا وہاں تجھے اللہ تعالیٰ اتنی زیادہ نعمتیں اور اتنا بلند و بالا مقام عطا فرمائیں گے کہ جنہوں نے تجھے وطن سے نکالا وہ تیری اس حالت و کیفیت کو دیکھ کر ذلت و رسوائی محسوس کریں گے' اور ہجرت کرنا تیرے لیے رزق کی فراخی اور وسعت کا سبب بن جائے گا۔ (۱)

❋ ❋ ❋

۱ - التفسیر الکبیر ۱۱/۱۵

خاتمہ

سب حمد و ستائش اور تعریف اللہ رب العالمین کے لیے کہ انہوں نے اس ناکارہ بندے کو اس موضوع کے متعلق گفتگو کی توفیق سے نوازا- اب انہی کی بارگاہ میں عاجزانہ التجا ہے کہ وہ اس حقیر و ناقص کوشش کو قبول فرمائیں- گزشتہ گفتگو کا خلاصہ مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں پیشِ خدمت ہے :

۱ : اللہ تعالیٰ نے کچھ باتوں کو رزق کے اسباب بنایا ہے- ان میں سے دس اسباب کا ذکر اس کتابچے میں کیا گیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں :

۱ : استغفار و توبہ

۲ : تقویٰ

۳ : توکل علی اللہ تعالیٰ

۴ : اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فارغ ہونا

۵ : حج و عمرہ میں متابعت کرنا

۶ : صلہ رحمی

۷ : اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا

۸ : شرعی علم کے حصول کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنے والوں پر خرچ کرنا

۹ : کمزور لوگوں کے ساتھ احسان کرنا

۱۰ : اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنا

ب: استغفار و توبہ صرف زبان ہی کے ساتھ نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ دل میں گزشتہ گناہوں پر ندامت اور آئندہ نہ کرنے کا عزم بھی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ عمل سے زبان و دل کی تائید و تصدیق بھی ہو۔

ج: تقویٰ صرف پرہیز گاری کے دعویٰ کا نام نہیں بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ ہر اس چیز سے اپنے آپ کو دور رکھے جو اس کو گناہ گار کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی پابندی کرے اور ہر اس قول و عمل اور عقیدے سے دوری اختیار کرے جو اس کو عذابِ الٰہی کا مستحق بنا دے۔

د: توکل کے معنی حصولِ رزق کے لیے کوشش کا ترک کرنا نہیں، بلکہ رزق کے حصول کے لیے جدوجہد کرنا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ البتہ اس کا بھروسہ اپنی محنت و مشقت پر نہ ہو بلکہ ربِ ذوالجلال پر ہو۔

ہ: اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے فارغ ہونے کے معنی یہ نہیں کہ دن رات مسجد میں بیٹھا عبادت میں مشغول رہے اور حصولِ رزق کے لیے کوئی کوشش نہ کرے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ پوری توجہ، دلجمعی، دھیان اور خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔

و: صلہ رحمی صرف مال ہی کے ذریعے رشتہ داروں پر احسان کرنے میں منحصر نہیں، بلکہ ان کو خیر پہنچانے اور شر سے بچانے کی ہر کوشش صلہ رحمی ہے، خواہ وہ مال کے ساتھ ہو یا کسی اور ذریعے سے۔

نافرمان اور برے رشتہ داروں سے صلہ رحمی یہ نہیں کہ ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کیے جائیں یا ان کی سیاہ کاریوں اور جرائم کا مشاہدہ کرنے کے باوجود ان کے ساتھ مداہنت اور منافقت کی پالیسی اختیار کی جائے۔ ان کے ساتھ صلہ رحمی یہ ہے کہ انہیں جہنم کی آگ سے بچانے کی خاطر نیکی کی راہ پر لانے

اور بدی کی راہ سے ہٹانے کے لیے اپنی ساری قوتیں' توانائیاں اور وسائل صرف کیے جائیں۔

اس موقع پر میں ساری دنیا کے مسلمانوں سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ حصولِ رزق کی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ کتاب و سنت کی روشنی میں بیان کردہ رزق کے اسباب کو حرزِ جاں بنالیں۔ ہر قسم کی خیر و سعادت اور خوش بختی اللہ مالک الملک کی بتلائی ہوئی راہ پر چلنے میں ہے۔ اللہ رب العزت خود ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾[1]

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' جب رسول ﷺ تم کو ایسے کام کے لیے بلائیں جس میں تمہاری زندگی ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو اور یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے' تم کو اسی کی طرف جمع ہونا ہے۔''

اور ہر قسم کا شر و مصیبت اور بدبختی و محرومی اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹنے میں ہے۔ ربِ ذوالجلال خود فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى﴾[2]

۱- سورۃ الانفال / ۲۴

۲- سورۃ طٰہٰ / ۱۲۴-۱۲۶

''اور جس نے میری کتاب سے منہ موڑا پس بے شک اس کے لئے معیشت ہے تنگ اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے' وہ کہے گا اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا اور میں تو دیکھتا بھالتا تھا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اسی طرح تیرے پاس ہماری آیات آئی تھیں' تو ان کو بھول گیا' اسی طرح آج تجھے بھلایا جائے گا۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

((وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى نَبِيِّنَا وَ عَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ أَتْبَاعِهِ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ))

﴿وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

✵ ✵ ✵

فهرس المصادر والمراجع

١ -((**الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان**)) للأمير علاء الدين الفارسي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى **١٤٠٨هـ** ، بتحقيق الشيخ شعيب الأرناؤوط.

٢ -((**أحكام القرآن**)) للإمام أبي بكر بن العربي،: دار المعرفة بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الأستاذ علي محمد البجاوي.

٣ - ((**إحياء علوم الدين**)) للإمام أبي حامد الغزالي، ط: دار المعرفة بيروت، سنة الطبع **١٤٠٣هـ**.

٤ -((**الأدب المفرد**)) للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، ط: عالم الكتب بيروت، الطبعة الثانية **١٤٠٥هـ**، بترتيب و تقديم الأستاذ كمال يوسف الحوت.

٥ - ((**أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن**)) للعلامة محمد الأمين الشنقيطي، ط: على نفقة سمو الأمير أحمد بن عبد العزيز آل سعود، سنة الطبع **١٤٠٣هـ**.

٦ -((**أيسر التفاسير**)) للشيخ أبي بكر الجزائري، الطبعة الأولى **١٤٠٧هـ**.

٧ - ((**تحرير ألفاظ التنبيه**)) أو ((**لغة الفقه**)) للإمام محي الدين النووي، ط: دار القلم دمشق، الطبعة الأولى **١٤٠٨هـ**، بتحقيق الإستاذ عبد الغني الدقر.

٨ - ((**تحفة الأحوذي**)) شرح جامع الترمذي للشيخ عبدالرحمن المباركفوري، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى **١٤١٠هـ**.

٩ - ((**تفسير البغوي**)) المسمّى بـ((**معالم التنزيل**)) للإمام أبي محمد البغوي، ط: دار المعرفة بيروت، الطبعة الأولى **١٤٠٦هـ**، بإعداد و تحقيق الأستاذين خالد عبد الرحمن العك ومروان سوار.

١٠ - ((**تفسير التحرير والتنوير**)) للأستاذ محمد طاهر ابن عاشور، ط: الدار التونسية للنشر تونس، سنة الطبع **١٩٨٤م**.

١١ - ((**تفسير الخازن**)) المسمَّى ((**لباب التأويل في معاني التنزيل**)) للعلامة علاء الدين علي بن محمد الشهير بالخازن، ط:دار الفكر بيروت، سنة الطبع **١٣٩٩هـ**.

١٢ - ((**تفسير أبي السعود**)) المسمَّى بـ((**إرشاد العقل السليم إلى مزايا القرآن الكريم**)) للقاضي أبي السعود، ط: دار إحياء التراث العربي، بدون الطبعة و سنة الطبع.

١٣ - ((**تفسير الطبري**)) ((**جامع البيان من تأويل أي القرآن**)) للإمام أبي جعفر الطبري، ط: دار المعارف بمصر، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الشيخين محمود محمد شاكر وأحمد محمد شاكر.

١٤ - ((**تفسير القاسمي**)) المسمى بـ((**محاسن التأويل**)) للعلامة محمد جمال الدين القاسمي، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الثالثة **١٣٩٨هـ**، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد عبدالباقي.

١٥ - ((**تفسير القرطبي**)) المسمى بـ((**الجامع لأحكام القرآن**)) للإمام أبي عبد الله القرطبي، ط: دار إحياء التراث العربي، بدون الطبعة و سنة الطبع.

١٦ - ((**التفسير القيِّم**)) للإمام ابن القيِّم، ط: دار الفكر بيروت، سنة الطبع ١٤٠٨هـ، جمعه الشيخ محمد أويس الندوي، وحققه الشيخ محمد حامد الفقي.

١٧ - ((**التفسير الكبير**)) المسمى بـ((**مفاتيح الغيب**)) للإمام فخر الدين الرازي، ط: دار الكتب العلمية طهران، الطبعة الثانية، بدون سنة الطبع.

١٨ - ((**تفسير ابن كثير**)) المسمى بـ((**تفسير القرآن العظيم**)) للحافظ ابن كثير، ط: دار الفيحاء دمشق ودار السلام رياض، الطبعة الأولى **١٤١٣هـ**، بتقديم الشيخ عبد القادر الأرناؤوط.

١٩ - ((**تفسير ابن مسعود رضي الله عنه**)) من إعداد الأستاذ محمد أحمد عيسوي، ط: مؤسسة الملك فيصل الخيرية، الطبعة الأولى **١٤٠٥هـ**.

٢٠ - ((**تفسير المنار**)) للسيد محمد رشيد رضا، ط: دار المعرفة بيروت، الطبعة الثانية، بدون سنة الطبع.

٢١ -((**التلخيص**)) (**المطبوع بذيل المستدرك على الصحيحين**) للحافظ الذهبي، الناشر: دار الكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع.

٢٢ - ((**تنقيح الرواة في تخريج أحاديث المشكاة**)) للشيخ أحمد حسن الدهلوي، ط: المجلس العلمي السلفي لاهور، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٢٣ -((**جامع الترمذي**)) (**المطبوع مع تحفة الأحوذي**) للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى **١٤١٠هـ**.

٢٤ - ((**حاشية الإمام السندي على سنن النسائي**)) للشيخ أبي الحسن السندي، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الأولى**١٣٤٨هـ**.

٢٥ - ((**روح المعاني**)) للعلامة محمود الآلوسي، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة الرابعة**١٤٠٥هـ**.

٢٦ - ((**زاد المسير في علم التفسير**)) للإمام ابن الجوزي، ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولى **١٩٨٤م**.

٢٧ - ((**رياض الصالحين**)) للإمام النووي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الخامسة **١٤٠٥ هـ**، بتحقيق الشيخ شعيب الأرناؤوط.

٢٨ - ((**سلسلة الأحاديث الصحيحة**)) للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، ط: المكتبة الإسلامية عمان والدار السلفية الكويت، الطبعة الأولى **١٤٠٣هـ**.

٢٩ - ((**سنن أبي داود**)) (**المطبوع مع عون المعبود**) للإمام سليمان بن الأشعث السجستاني، ط:دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى **١٤١٠هـ**.

٣٠ - «**سنن ابن ماجة**» للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني ابن ماجة، ط: شركة الطباعة العربية السعودية، الطبعة الثانية **١٤٠٤هـ**، بتحقيق د. محمد مصطفى الأعظمي.

٣١ - «**سنن النسائي**» (**المطبوع مع شرح السيوطي وحاشية السندي**) للإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الأولى **١٣٤٨هـ**.

٣٢ - «**شرح السنة**» للإمام البغوي، ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولى **١٣٩٠هـ**، بتحقيق الشيخين شعيب الأرناؤوط و زهير الشاويش.

٣٣ - «**شرح النووي على صحيح مسلم**» للإمام النووي، ط: دار الفكر بيروت، سنة الطبع **١٤٠١ هـ**.

٣٤ - «**صحيح البخاري**» (**المطبوع مع فتح الباري**) للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، نشر وتوزيع: الرئاسة العامة للإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد الرياض، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٣٥ - «**صحيح ابن خزيمة**» للإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة، ط: المكتب الإسلامي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع ، بتحقيق د. محمد مصطفى الأعظمي.

٣٦ - «**صحيح سنن الترمذي**» اختيار الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى **١٤٠٩هـ**.

٣٧ - «**صحيح سنن أبي داود**» صحح أحاديثه الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى **١٤٠٩هـ**.

٣٨ - «**صحيح سنن ابن ماجة**» اختيار الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج ، الطبعة الثالثة **١٤٠٨هـ**.

٣٩ - «**صحيح سنن النسائي**» صحح أحاديثه الشيخ محمد ناصر الدين

الألباني، الناشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

٤٠ - ((**صحيح مسلم**)) للإمام مسلم بن حجاج القشيري، نشر و توزيع: الرئاسة العامة للإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة و الإرشاد الرياض، سنة الطبع ١٤٠٠هـ، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد عبدالباقي.

٤١ - ((**ضعيف سنن أبي داود**)) ضعف أحاديثه الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

٤٢ - ((**عمدة القارئ شرح صحيح البخاري**)) للعلامة بدر الدين العيني، ط: دار الفكر بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع.

٤٣ - ((**عون المعبود**)) شرح سنن أبي داود للعلامة أبي الطيِّب العظيم آبادي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

٤٤ - ((**فتح الباري**)) شرح صحيح البخاري للحافظ ابن حجر، نشر وتوزيع: الرئاسة العامة لإدارة البحوث العلمية و الإفتاء والدعوة و الإرشاد الرياض، بدون الطبعة و سنة الطبع.

٤٥ - ((**فتح القدير**)) للإمام محمد بن علي الشوكاني، التوزيع: المكتبة التجارية مكة المكرمة، بدون الطبعة وسنة الطبع، مع تعليق الأستاذ سعيد محمد اللحّام.

٤٦ - ((**فيض القدير شرح الجامع الصغير**)) للعلامة محمد المدعو بعبد الرؤوف المناوي، ط: دار المعرفة بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع.

٤٧ - ((**القاموس المحيط**)) للعلامة مجد الدين الفيروز آبادي، ط: المؤسسة العربية للطباعة والنشر بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع.

٤٨ - ((**كتاب التعريفات**)) للعلامة الجرجاني، ط: مكتبة لبنان بيروت، سنة الطبع ١٩٨٥م.

٤٩ - ((**كتاب الزهد**)) للإمام عبد الله بن المبارك، ط: دار الكتب العلمية

بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع، بتحقيق الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي.
٥٠ - «**كتاب السنن الكبرى**» للإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى **١٤١١هـ**، بتحقيق الأستاذين د. عبدالغفار سليمان البنداري وسيد كروي حسن.
٥١ - «**كتاب النظر والأحكام في جميع أحوال السوق**» للإمام يحيى بن عمر الأندلسي، ط: الشركة التونسية للتوزيع، سنة الطبع **١٩٧٥م**.
٥٢ - «**الكشاف عن حقائق التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل**» للعلامة أبي القاسم الزمخشري، ط: دار المعرفة بيروت، بدون سنة الطبع والطبعة.
٥٣ - «**كشف الخفاء ومزيل الإلباس**» للشيخ إسماعيل بن محمد العجلوني، ط:مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الرابعة **١٤٠٥هـ**، بتصحيح الأستاذ أحمدالقلاش.
٥٤ - «**مجمع الزوائد ومنبع الفوائد**» للحافظ نور الدين الهيثمي، ط: دار الكتاب العربي بيروت، الطبعة الثالثة **١٤٠٢هـ**.
٥٥ - «**المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز**» للقاضي ابن عطية الأندلسي، بدون الناشر و الطبعة و سنة الطبع، بتحقيق المجلس العلمي بفاس.
٥٦ - «**المستدرك على الصحيحين**» للإمام أبي عبد الله الحاكم، دار الكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.
٥٧ - « **المسند**» للإمام أحمد بن حنبل، ط: دار المعارف للطباعة و النشر مصر، الطبعة الثالثة، بتحقيق الشيخ أحمد محمد شاكر.[« **المسند**» للإمام أحمد بن حنبل، ط: المكتب الإسلامي بيروت.].
٥٨ - «**مسند الشهاب**» للقاضي أبي عبد الله محمد بن سلامة القضاعي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الثانية **١٤٠٧هـ**، بتحقيق الشيخ

حمدي عبدالمجيد السلفي.

٥٩ - «**مشكاة المصابيح**» للشيخ محمد بن عبد ا لله الخطيب التبريزي، ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثانية **١٣٩٩هـ**، بتحقيق الشيخ محمد ناصر الدين الألباني.

٦٠ - «**المفردات في غريب القرآن**» للإمام راغب الأصفهاني، ط: دار المعرفة بيروت، بدون سنة الطبع، بتحقيق الأستاذ سيد كيلاني.

٦١ -«**نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر**» للحافظ ابن حجر ، ط: قرآن محل كراتشي، بدون الطبعة و سنة الطبع.

٦٢ - «**النهاية في غريب الحديث والأثر**» للإمام ابن الأثير، الناشر: المكتبة الإسلامية بيروت، بدون سنة الطبع، بتحقيق الأستاذين طاهر أحمد الزاوي ود. محمود الطناجي.

٦٣ - «**هامش الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان**» للشيخ شعيب الأرناؤوط، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى**١٤٠٨هـ**.

٦٤ -«**هامش المسند**» للشيخ أحمد محمد شاكر، ط: دار المعارف للطباعة و النشر مصر، الطبعة الثالثة.

٦٥ -«**هامش مشكاة المصابيح**» للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثانية**١٣٩٩هـ**.

مفاتيح الرزق

على ضوء القرآن والسنة

دكتور / فضل الهي

URDU

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بسلطانة

تحت إشراف وزارة الشئون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

هاتف: ٤٢٤٠٠٧٧ ناسوخ: ٤٢٥١٠٠٥ ص ب ٩٢٦٧٥ الرياض ١١٦٦٣ بريد الكتروني E.mail : Sultanah22@hotmail.com

THE COOPERATIVE OFFICE FOR CALL & FOREIGNERS GUIDANCE AT SULTANAH

Tel:4240077 Fax:4251005 P.O.Box:92675 Riyadh:11663 K.S.A. E-mail: sultanah22@hotmail.com